غیبت کی تعریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ » قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: « ذِكْرُ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ :أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ »

[مسلم، رقم: ٢٥٨٩]

”کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے۔ آپ سے پوچھا گیا یہ بتلایئے کہ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جس کا ذکر تو کرے تو بے شک تو نے اس کی غیبت بیان کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تم اس کو کہہ رہے ہو تو پھر تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔“

سات قسم کے خوش نصیب انسان

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّیْ أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ ۔ [صحیح البخاری کتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد، رقم الحدیث: ٦٦٠]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات قسم کے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا، جس دن اس کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا ① ...... عادل حکمران، ② ...... وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا ہو، ③ ...... وہ شخص کہ ہر وقت اس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا ہو، ④ ...... وہ دو شخص جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، ان کا اتحاد اور افتراق ہمیشہ اللہ کی رضامندی کے ساتھ ہوتا ہے، ⑤ ...... وہ شخص کہ صاحب حیثیت اور حسین و جمیل عورت اس کو دعوتِ گناہ دے تو وہ شخص یہ جواب دے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں، ⑥ ...... وہ شخص جو اس طرح چھپا کر صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، ⑦ ...... اور وہ شخص کہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔''

فوائد: اس حدیث کے اندر سات قسم کے خوش نصیب انسانوں کا ذکر فرمایا جنھیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنی خاص حفاظت کے ساتھ عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب فرمائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کی ہولناکیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ روزِ محشر سورج اس کے بالکل قریب حتی کہ میل کی مقدار برابر ہوگا۔ لوگ اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے ہوں گے کوئی اپنی پنڈلی تک پسینے میں شرابور ہوگا اور کوئی گھٹنوں تک اور بعض لوگ گردن تک اور بعض لوگوں کا پورا جسم پسینے میں شرابور ہوگا۔ [مسلم، رقم: ۲۸٦۴]

تو اس وقت ان سات خوش نصیب لوگوں کو اللہ اس عذاب و تنگی سے بچا کر اپنے عرشِ الٰہی کا سایہ دے گا۔ ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ ان اہم باتوں کو خصوصی طور پر اہتمام کرے۔ کیوں کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ تمام چیزیں ایک ہی انسان میں ہوں بلکہ ان میں سے ایک بھی ہوگا تو اس انسان کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حدیث نبوی پر غور و فکر کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہو جائیں، آمین۔

[عبدالرحیم بلتستانی]

فہرست

مصیبت کے وقت کرنے کے کام

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة ۲: ۱۵۵-۱۵۷]

''اور ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے خوف میں مبتلا کر کے، بھوک سے، مالوں سے، جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔

وہ لوگ جنھیں جب کبھی ان پر مصیبت آتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

مصیبت پر صبر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى، وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) [صحيح البخاري، رقم: ۵۶۴۱، ۵۶۴۲، صحيح مسلم، رقم: ۲۵۷۳]

''مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔''

دین، دنیا اور آخرت تینوں کی اصلاح کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ)) [صحيح مسلم، رقم: ۲۷۲۰]

''اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما دے جو میرے معاملات زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کی اصلاح فرما دے جس میں میں نے اپنی زندگی کے ایام گزارنے ہیں۔ اور میری آخرت سنوار دے جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانہ ہے، اور زندگی کو میرے لیے ہر بھلائی کی زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور موت کو میرے لیے ہر شر سے آرام کا سبب بنا دے۔''

کرنے کا کام

اداریہ ==== حافظ احمد شاکر

ہماری ناقص معلومات کے مطابق دنیا بھر کی حکومتیں اپنے عوام کو ان کی بنیادی ضروریات حتی الامکان کم از کم نرخوں پر مہیا کرتی ہیں اور ضرورت پڑ جائے تو عوام کو مناسب قیمتوں پر ضروریات پہنچانے کے لیے حکومتیں اپنے خزانے سے حصہ بھی ڈالتی ہیں جس کو جدید معاشی زبان میں سب سڈی یا زرِتلافی کہا جاتا ہے اور ساتھ یہ بات بھی ہے کہ غالباً دنیا کی کوئی حکومت اپنے عوام سے بنیادی ضروریات پر کوئی نفع نہیں کماتی۔

خوراک، دوائی اور لباس انسانی بنیادی ضرورتیں ہوتی ہی ہیں۔لیکن دور حاضر نے سب سے بنیادی ضرورت ایندھن کو بنا دیا ہے اس لیے اب یہ بھی بنیادی ضروریات میں شامل ہو چکا ہے۔کیوں کہ چھوٹے بڑے سب شہروں کے قرب وجوار کو رہائشی کالونیوں نے گھیر لیا اور گھیر رہی ہیں۔اب ہر سبزی، پھل اور اناج دور دراز کے دیہاتوں سے بڑے شہروں میں سواری کے ذریعہ ہی پہنچایا جاتا ہے۔

....

دنیا کی آٹو انڈسٹری مثلاً جاپان، کوریا، چائنہ وغیرہ جو وطن عزیز کو ترقی کے نام پر قرض عطا کرتی ہیں یا ترقی پذیر ملک جانتے ہوئے ہماری مدد کرتی ہیں وہ عموماً سڑکوں کے لیے ہوتی ہے کہ جب سڑکیں بنیں گی تو پہیہ چلے گا اور پہیہ صرف ٹرانسپورٹ سے چلتا ہے جو انھیں ممالک سے خریدنا ہوتی ہیں۔لہٰذا آٹو صلاحیت والے ممالک جوں جوں ہم پر مہربان ہو رہے ہیں توں توں ہمارے ملک میں سڑکوں کے جال بچھائے جا رہے ہیں۔ مسافتیں کم ہو رہی اور فاصلے مٹ رہے ہیں۔

آج سے چار پانچ دہائیاں پیچھے مڑ کر دیکھیں کہ تیل کا بھاؤ کیا تھا اور اخراجات سفر کتنے تھے۔ان دنوں تیل کی قیمتوں میں کئی بار مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کے نام سے چارجز شامل کیے گئے، کبھی کسی اور نام پر قیمتوں میں اضافہ کیا جاتا اور کبھی کسی اور عنوان پر ٹیکس شامل ہوتے رہے۔ پہلے تیل گیلن کے حساب سے ملتا تھا پھر لیٹروں میں ملنے لگا۔واضح رہے کہ تقریباً ساڑھے چار لیٹر کا ایک گیلن ہوتا ہے۔خیر اب تو یہ سب کچھ قصہ ماضی بن چکا، لیکن تیل اب ملتا لیٹروں میں ہے اور بھاؤ گیلنوں کا! گزشتہ دو دہائیوں سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کبھی تیل کی عالمی قیمتوں کے نام پر ہوتا رہا، کبھی عالمی کساد بازاری کے نام پر اور کبھی کرنسی کی قدر گھٹنے کے نام پر۔اب کئی ماہ سے تیل کی عالمی قیمتیں زوال پذیر ہیں لیکن ہمارے ہاں تیل کے نرخ جوں کے توں ہی چل رہے ہیں۔تیل کی قیمتیں کم کرنے کے جواب میں حکومت پہلے تیل کی مد میں سالہا سال سے دی گئی زرتلافی وصول کرتی رہی اور اب ہماری عوامی حکومت اپنے عوام کی بنیادی ضرورت تیل سے اربوں روپے ماہانہ نفع کما رہی ہے۔اور عوام پر مزید احسان یہ کیا جا رہا ہے کہ بجلی وگیس میں سب سڈی ختم کرنے کے اعلانات کر کے عوام کا خون خشک کیا جا رہا ہے لیکن اس نام نہاد عوام دوست حکومت پر حیرانگی ہے کہ سابقہ حکومت میں اربوں کے ''سیاسی مساکین اور سورج مکھیوں'' کے معاف کیے گئے قرضے وصول کرنے کا اعلان نہ حکومت کر رہی ہے اور نہ ہی کوئی لیڈر اس کا تقاضا کر رہا ہے کہ شاید اس حمام میں سارے ہی ننگے ہیں۔

ہر آنے والی حکومت جانے والی حکومت کے بدعنوانوں کی فہرست بناتی ہے پھر کنجی کا نی شائع بھی کر دیتی ہے لیکن کبھی کسی نے وصولی کی؟ کم از

کم ہمارے علم میں تو کبھی نہیں آئی یہ ہماری تیرہ بختی ہے کہ ہماری جمہوری و آمرانہ حکومتوں کے ایک دور میں چور، دوسرے دور میں سعد ایسے معززین ہمیشہ دستیاب رہتے ہیں۔ ان سے وصولی کوئی حکومت کرتی نہیں یا کرنا چاہتی نہیں کہ یہی اشرافیہ بوقت ضرورت کام آتے ہیں یا پھر حکومت ان سے وصولی کر ہی نہیں سکتی۔ ہاں حکومت صرف پنجاب سے بجلی کے بل سوئی گیس کے بل وصول کر سکتی ہے، سرحد بجلی پیدا کرتا ہے، بلوچستان سے گیس نکلتی ہے اور سندھ خصوصاً کراچی میں تگڑے لوگ رہتے ہیں لہٰذا یہ تینوں بھائیوں میں کوئی ایک بل دیتا ہے کوئی دوسرا جب کہ پنجاب سارے بل ادا کرتا ہے۔ اب حکمران پنجاب کو دی گئی خسروانہ زرِتلافی واپس لینے کا سوچتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ ڈھگے عیاشی کے عادی نہ ہو جائیں۔

رقبے، آبادی اور وسائل کے اعتبار سے ہمارے ملک کی قومی و صوبائی کابینائیں وزرائے مملکت اور مشیران کی فوج ظفر موج جس قدر ''وسیع الظرف'' ہوتی ہیں اس کی دنیا میں شاید ہی کوئی مثال ہو کہ ہر حکمران اپنی باریاں اور جماعتوں کی وفاداریاں پالنے کے لیے وزارتیں اور دیگر عہدے شیرینی سمجھ کر اپنوں ہی میں بانٹتا ہے کہ صلاحیت و قابلیت اور وطن عزیز سے وفاداری کی حیثیت ثانوی سمجھی جاتی ہے۔ جب کہ نوازے گئے اکثر حضرات اپنی وزارت کے ہر معاملہ سے اتنے ''باخبر'' ہوتے ہیں کہ ہر سوال کے جواب کے لیے متعلقہ محکمے کے سیکشن افسر سے لے کر سیکرٹری تک کے محتاج ہوتے ہیں لیکن یہ وزراء وصول کرتے ہیں۔ M.N.A کی تنخواہ الگ، اس کے الاؤنسز الگ، وزارتوں کے الاؤنسز الگ اور ان کے حلقہ انتخاب کی ترقی کے نام پر عنایات الگ۔ محاورہ تو یہ ہے کہ ہاتھی زندہ لاکھ کا اور مرا سوا لاکھ کا ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے یہ زندہ ہاتھی لاکھ سوا لاکھ نہیں کئی لاکھ کے ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں اس قسم کے ہاتھیوں کو ہر حکومت، پارلیمانی ہو، صدارتی ہو یا آمریت ہر حاکم اپنی اپنی باریاں پال کر اور برادریاں نبھا کر ان فیض یافتگان کی وفاداریاں حاصل کرتا ہے اور یا پھر آقائے ولی نعمت کے اشارۂ ابرو یا اس کی خوشنودی طبع کی خاطر کابینہ بناتا اور تشکیل دیتا ہے، جن پر جملہ وسائل آمدنی، ترقی کے نام پر غیر ملکی قرض، آفتوں کے عنوان پر بھیک اور مصیبت زدگان کے لیے آنے والی خیرات، سمیت لٹا دیتا ہے۔

ایسے ہی ایوانِ صدر، وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات میں ہمیشہ ہونے والے اضافے بھی سب کے سامنے ہیں۔ احباء، رفقاء و وزراء کے ہمراہ غیر ملکی دوروں کے اخراجات جو کروڑوں اور اربوں تک جا پہنچتے ہیں، ان سب اللوں تللوں کو کم کرنا یا ان میں کمی کرنے کو مقتدر طبقے آمادہ نہیں ہوتے۔ لیکن عوام کو دیا جانے والا زرِتلافی سب کی نظروں میں کھٹکتا بلکہ کانٹا بن کر کھٹکتا رہتا ہے جسے واپس لینے کے موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔

اس داستان سرائی کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر حکومت صرف انہی گزارشات پر غور فرما لے اور حکومت اسراف و تبذیر کے مذکورہ بالا طریقوں میں کمی کرے۔

- ......اگر حکومت معاف کردہ قرض وصول کر لے
- ......گزشتہ حکومت کے سٹاک ایکسچینج بحران کی وصولی کر لے
- ......بعض سرکاری بینکوں کی پرائیویٹائزیشن کی بولی میں ہیرا پھیری کی تحقیقات عیاں کر دے
- ......بعض کھاد ملوں کی فروخت کے گھپلے وصول کر لے
- ......''خدام ملک و قوم'' کے بیرون ممالک کے غیر قانونی اثاثے واپس منگوا لے۔ اور
- ......آقا کے حضور حوالگی ملزمان کے وصول شدہ انعامات واپس منگوا لے تو ہمارا خیال ہے پاکستان کی معیشت اپنے مضبوط قدموں پر کھڑی بھی ہو سکتی ہے اور اشیائے ضرورت ......خوراک، دوائی، لباس اور تیل ......کی قیمتیں بھی اس سطح پر آ سکتی ہیں جس کی پاکستانی قوم متحمل ہو سکتی ہے۔

علوم تفسیر

امورِ ایمان اور ان کی تشریح

حضرت مولانا حکیم محمد ابراہیم مرحوم ومغفور

جن چیزوں پر ایمان لانے سے انسان مومن کہلاتا ہے۔ وہ پانچ چیزیں ہیں، جنھیں امورِ ایمان یا اجزائے ایمان کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

①......اللہ، ②......یوم آخرت، ③......فرشتے

④......انبیاء ورسل، ⑤......آسمانی کتب

قرآنِ کریم میں ان کی تعیین متعدد مقامات میں مذکور ہے۔ مثلاً:

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ﴾ [القرآن]

''اور نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور روزِ آخرت فرشتوں، کتاب اور نبیوں پر یقین کرے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور دریافت کیا ایمان کیا ہے؟ جواب ملا:

" اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَاَنْ تُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَنْ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ " [مشکوۃ]

''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اس پر یقین کرے اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر، اور پیغمبروں کو تسلیم کرے اور موت کے بعد دوبارہ زندگی پر ایمان لائے اور شر و خیر دونوں کی تقدیر پر ایمان لائے۔''

اسی طرح چند اور باتوں کے متعلق دریافت کرنے کے بعد جب وہ شخص چلا گیا تو حضور ﷺ فرمانے لگے یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمھیں دین سکھلانے کے لیے آئے تھے۔

اللہ: اللہ تعالیٰ کی ہستی کو اس کی لامتناہی صفتوں کے ساتھ تسلیم کرنا اور اسے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کا واحد ربّ اور واحد معبود تسلیم کرنا ایمان باللہ کہلاتا ہے۔

یوم آخرت: اللہ تعالیٰ انسان اور اس پوری کائنات کی موجودہ زندگی کو ایک روز ختم کرنے والا ہے جس میں ساری کائنات کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور کچھ مدت بعد دوبارہ کائنات کو استوار کرنے کے بعد دوبارہ حیات و زندگی ہوگی اور تمام انسانوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ حق تعالیٰ کی بڑی عدالت قائم ہوگی پھر نیکی و بدی کے لحاظ سے ہر شخص جنت یا جہنم کی ابدی زندگی بسر کرے گا۔ اس دورِ حیات اور نشأۃ ثانیہ پر یقین کرنا ایمان بالآخرۃ کہلاتا ہے۔

فرشتے: اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات کی مانند فرشتے بھی اس کی ایک مخلوق ہیں جو کائنات کے مختلف امور پر متعین ہیں۔ وہ اس کی بندگی کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل بھی کرتے ہیں۔ انہی میں سے ایک بڑا جلیل القدر جبریل علیہ السلام نامی فرشتہ ہے جو حق تعالیٰ کے پیغامات اس کے پیغمبروں تک پہنچانے پر مامور ہے اسے وحی لانے والا بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے خدا کے فرشتوں کو تسلیم کرنا اور ان پر یقین کرنا ایک اہم جزوِ ایمان ہے۔

اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا دو باتوں کو تسلیم کرنا ہے:

(ا)......ایک یہ کہ نبی کو جو کچھ انسانوں کی ہدایت کے لیے کتاب یا دیگر احکامات وغیرہ ملتے ہیں وہ خدا کی طرف سے نازل ہوتے ہیں جو بواسطہ وحی یا جبرئیل کے نبی اور پیغمبر کو ان کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ نبی کے اپنے ذہن کی تخلیق نہیں ہوتے بلکہ خدا کے ماسوا کسی بھی دوسرے کو ان کی تصنیف میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

(ب)......دوسرا یہ ہے کہ اس بات کا یقین کر لیا جائے کہ خدا کی کتاب سے بہتر کوئی ایسی کتاب نہیں ہو سکتی جس میں کسی انسان کے لیے حق و صداقت، ہدایت و رشد اور فلاح و بہبود کی راہ موجود ہو نہ دنیا کے

بارہ میں نہ آخرت کے متعلق۔

انبیاء پر ایمان لانا: نبوت فنی اور کسبی نہیں ہے اور نہ پیدائشی اور فطری ملکہ۔ بلکہ یہ ایک عہدہ ومنصب ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کسی موزوں ومناسب انسان کو وحی کے رابطہ سے خود منتخب فرماتا ہے۔ نبی ہر معاملہ میں صادق ومصدوق ہوتا ہے وہ جو کہتا ہے حق ہوتا ہے۔ نبی صرف وحی الٰہی کے تابع ہوتا ہے اپنے ذہن سے کچھ نہیں کہتا۔ اس لیے نبی کے ہر حکم وفیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کرنا اور اس کی ہر بات پر یقین کرنا ایمان بالنبیین کہلاتا ہے۔

ایمان بالغیب کیا ہے؟ ایمان بالغیب کے دو مطلب ہیں:

① ......ایمان لانے کے لیے نبی جن باتوں کی دعوت دیتا ہے وہ سب ان دیکھی باتیں ہیں۔ ہم اگر ان کا مشاہدہ کیے بغیر صرف عقل وعلم اور علامات کی بنا پر انھیں تسلیم کر لیتے ہیں اور نبی ﷺ کی ان سب باتوں میں تصدیق کرتے ہیں تو ہمارا ایمان ایمان بالغیب ہے۔ وہ ان دیکھی باتیں یہ ہیں، مثلاً: ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر اپنا ربّ اور کائنات کا واحد خالق ومالک اور متصرف الامور مانتے ہیں۔

اسی طرح ہم نبی کو اللہ کا مقرر کیا ہوا پیغمبر مان لیتے ہیں تو یہ چیز بھی ہمارے مشاہدہ میں نہیں آئی اور نہ ہم نے کبھی کوئی فرشتہ ہی دیکھا ہے۔ لیکن ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ایک مخلوق ہے۔

انہی میں سے ایک جبرئیل نامی فرشتہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لے کر آتا رہا ہے اور ہم قرآنِ کریم کو بھی نبی کی زبان پر ہی تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے۔ ورنہ ہم نے اس بات کا مشاہدہ نہیں کیا۔ کب اور کس کس وقت کس طرح خدا نے نبی ﷺ کو یہ کتاب عنایت فرمائی ہے بس جب ہم ان پانچوں امور کو ان دیکھے تسلیم کر لیتے ہیں تو یہ ایمان بالغیب ہے۔

﴿ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ﴾

''متقی وہ ہیں جو ان دیکھی باتوں پر ایمان لاتے ہیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے ایمان بالغیب سے انکار کر دیا تھا اور مطالبہ پیش کیا کہ اے موسیٰ جب تک ہمیں اللہ کا مشاہدہ نہ کراؤ گے ہم ایمان نہیں لائیں گے۔

﴿ لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً ﴾

''ہم جب تک اللہ تعالیٰ کو ظاہر نہ دیکھ لیں تجھ پر کبھی ایمان نہ لائیں گے۔''

ایمان بالغیب کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ امورِ ایمان کا تصور ہر وقت ہمارے دل میں موجود رہنا چاہیے کہیں بھی چھپے، پوشیدہ، اندر وباہر میں ہوں اس وقت بھی ہمارے دل میں خوفِ خدا موجود ہو اور گناہ سے نفرت اور نیکی میں رغبت ہمارے باطن میں بھی موجود ہو۔ دنیا کی کوئی آنکھ ہمیں دیکھے یا نہ دیکھے ہم غیب وپوشیدہ میں بھی اپنے اندر جذبہ ایمان رکھتے ہوں۔ گناہوں سے اجتناب اور نیکی ومعروف کا عمل بہ طریق احسن بجالاتے ہوں تو ہم ایمان بالغیب رکھتے ہیں ورنہ ایمان ہمارے دل میں موجود نہیں۔

صرف ظاہری استسلام ہے ظاہری صالحیت وتقویٰ سے متصف ہیں لیکن حقیقت میں ہم مومن ہیں نہ صالح۔

﴿ اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ وَھُمْ مِّنَ السَّاعَۃِ مُشْفِقُوْنَ ﴾

''وہ لوگ جو پوشیدہ حالتوں میں بھی اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور وہ اپنے اندر قیامت کا خوف رکھتے ہیں۔''

یہاں ایمان بالغیب سے مطالبہ اس بات کا ہے کہ ہم صرف ظاہراً سوسائٹی کی خاطر ہی صالحیت وتقویٰ اختیار نہ کریں بلکہ پوشیدہ اور علیحدگی کی حالتوں میں محض تصورِ ایمان کی خاطر نیکی کو اختیار کریں اور برائی سے اجتناب کریں۔

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُہٗٓ اَیْدِیْکُمْ وَرِمَاحُکُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُہٗ بِالْغَیْبِ ﴾

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہاری کسی قدر شکار کے ضمن میں آزمائش کرتا ہے تم اسے اپنے ہاتھوں اور نیزوں کے ذریعہ حاصل کرتے ہو (یہ آزمائش اس لیے ہے) تاکہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو لوگوں سے پوشیدہ حالتوں میں خوفِ خدا رکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ مجھے ہر آن اور ہر موقع ومحل میں دیکھتا ہے۔''

﴿ وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ ﴾

''گناہ (کی صورت) ظاہر ہو یا پوشیدہ (لوگوں کی نظروں سے اوجھل) بہرحال اسے چھوڑ دو۔''

احکام ومسائل

مختلف سوالوں کے جوابات

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی، لاہور

نفلی نماز کی جماعت جائز ہے؟

سوال: کیا نفلی نمازوں کی نماز باجماعت جائز ہے؟ ہم اکثر اپنی شب بیداریوں میں درسِ قرآن وحدیث وغیرہ کے بعد دو رکعت نفلی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اس کی شریعت میں اجازت ہے؟ میری نظر میں بخاری شریف کی ایک حدیث میں اس کی اجازت ہے؟

جواب: نفلی نماز کو باجماعت ادا کرنا درست ہے۔ صحیحین کی روایات میں جواز کی صراحت موجود ہے۔ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ تبویب منعقد کی ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً ذَكَرَهُ اَنَسٌ وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ [ج:١، ص:١٥٨]

یعنی ”نفلی نماز باجماعت پڑھنے کا جواز، اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا ہے۔“

علاوہ ازیں قصہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَّنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ۔ [ج:١، ص:٦٠]

یعنی ”اے عتبان! تو کہاں پسند کرتا ہے کہ میں تیرے گھر میں تیرے لیے (تیری وجہ سے) نماز پڑھوں؟ عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہمیں اپنے پیچھے صف میں کھڑا کیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔“

پھر نماز تراویح بھی از قسم نوافل ہے...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو چند راتیں جماعت کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس بنا پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب بلوغ المرام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گیارہ رکعت والی روایت صلوۃ التطوع کے عنوان کے تحت نقل کی ہے۔ جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب التہجد میں ذکر کیا ہے اور بایں الفاظ باب قائم کیا ہے۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ ۔ [ج:١، ص:١٥٤]

مذکورہ بالا دلائل سے نوافل کی باجماعت مشروعیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ لہٰذا آپ حضرات شب بیداری میں درس کے اختتام پر نوافل باجماعت ادا تو کر سکتے ہوں تو جائز ہے لیکن اس فعل کو طریقہ مسلوکہ نہیں بنانا چاہیے خطرہ ہے کہ کہیں ابتدع کے زمرہ میں داخل نہ ہو جائے۔

سفر میں قصر افضل ہے

سوال: طائف سے بیت الحرام تقریباً ٩٠ کلومیٹر ہے۔ کیا وہاں جا کر ہمیں نماز قصر ادا کرنی چاہیے یا پوری۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہاں ایک نماز کا لاکھ درجہ ثواب ملتا ہے تو اس لیے پوری نماز ادا کرنا زیادہ قابل ثواب ہے۔

جواب: راجح مذہب کے مطابق سفر میں نمازِ قصر افضل ہے، واجب نہیں۔ لہٰذا آپ کو بھی افضل فعل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اسفار میں مدینہ منورہ سے جب کبھی مکہ مکرمہ تشریف لائے تو قصر پڑھتے رہے حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر بھی تو یہ بات تھی کہ مسجد الحرام میں ثواب زیادہ ہے اس کے باوجود آپ نے صلوٰۃ قصر ہی پڑھی

ہے۔لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اجر میں کمی وبیشی کا تعلق روزِ جزا سے ہے جس کے نتائج نیتوں کے مطابق برآمد ہوں گے دنیا میں اس کا فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔ ہاں البتہ اگر امام مقیم کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے تو اس کا اتمام ضروری ہے چاہے خانہ کعبہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور مقام۔

ظہر کی چار سنتوں کا ثبوت

سوال: یہاں سعودی عرب میں اکثر لوگ ظہر کی پہلی چار رکعت اکٹھی نہیں پڑھتے بلکہ دو دو رکعت پڑھتے ہیں۔ اور ہمیں تو کہتے ہیں کہ اکٹھی چار رکعت کا حدیث میں ثبوت نہیں۔ وضاحت فرمائیں۔

جواب: صحیح بخاری کتاب التہجد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں قبل از ظہر دو رکعتوں کا ذکر ہے جب کہ اس کے متصل بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں چار کی صراحت ہے۔ الفاظ یوں ہیں:

كَانَ لَهٗ يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ ۔

اس حدیث میں بظاہر وصل کا جواز ہے۔

اس طرح عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ نبی ﷺ ظہر سے پہلے یعنی فرضوں سے پہلے زوال شمس کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے۔ [رواہ الترمذی] صاحب مرعاۃ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [ج:۲،ص:۱۵۰]

اس حدیث میں بھی چار رکعت اکٹھی پڑھنے کا جواز ہے۔ یہاں فصل کا ذکر نہ ہونا وصل کی دلیل ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی نے اس سے مراد ظہر کی چار سنتیں ہی لی ہیں۔ اگرچہ بعض نے ان کا نام سنۃ الزوال رکھا ہے۔ نیز حضرت ابوایوب الانصاری کی روایت میں اربع قبل الظھر لیس فیھن تسلیم [رواہ ابوداؤد وابن ماجہ] کے مصرح الفاظ بھی ہیں۔ لیکن روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

تحیۃ المسجد کا حکم عام ہے، فجر کی سنتیں جماعت کے فوراً بعد پڑھی جاسکتی ہیں۔

سوال: صبح کی دو سنتیں گھر میں ادا کرنے کے بعد اگر مسجد جائیں اور ابھی جماعت کھڑے ہونے میں چند منٹ باقی ہوں تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کر لیں؟ اگر سنتیں رہ جائیں تو کیا نماز کے فوراً بعد ادا کی جاسکتی ہیں؟

جواب: اگر صبح کی دو رکعتیں گھر میں پڑھ کر مسجد میں آئیں، جماعت کھڑی ہونے میں وقفہ ہو تو عموم حدیث اذا جاء احدکم المسجد الخ کی بنا پر تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔

اور اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو فرضوں کے بعد ادا ہوسکتی ہیں۔ حدیث میں ہے قیس بن عمرو کو نبی ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھتا ہوا پایا تو دریافت کیا، یا قیس اَصَلَاتَانِ مَعًا یعنی ''کیا ایک فرض کے وقت میں دو فرض پڑھنا چاہتا ہے؟ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں۔ فرمایا فَلَا اِذَنْ یعنی ''جب معاملہ اس طرح ہے تو ان دو رکعتوں کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔''

حدیث ہذا کو اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے منقطع اور مرسل قرار دیا ہے تاہم امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔ وہ فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان میں یحییٰ بن سعید عن ابیہ عن جدہ قیس متصل موجود ہے بلکہ اس کے علاوہ طریق میں بھی اتصال ہے۔ نیز امام بیہقی نے بھی اپنی سنن میں اس کو عن یحییٰ بن سعید عن ابیہ عن جدہ قیس ذکر کیا ہے۔ اور علامہ مبارک پوری رحمہ اللہ نے بھی اس بارے میں امام شوکانی رحمہ اللہ سے اتفاق کا اظہار کیا ہے۔ [تحفۃ الاحوذی، ج:۲،ص:۴۹۰، طبع مصری]

نماز جمعہ کے بعد چار سنتیں اولیٰ ہیں

سوال: نمازِ جمعہ کے فوراً بعد کتنی سنتیں ادا کرنی چاہئیں۔ مسجد میں اور گھر میں؟

جواب: صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

من کان منکم مصلیا بعد الجمعۃ فلیصل اربعا ۔

یعنی تم میں سے جو جمعہ کے بعد نماز پڑھنی چاہتا ہے پس چاہیے کہ وہ چار رکعت پڑھے اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

اذا صلّی احدکم الجمعة فلیصل بعدھا اربعا ۔

نیز صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے بعد گھر جا کر دو رکعت پڑھتے تھے۔لیکن یہ آپ کا فعل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت قوی ہے۔ائمہ اصول کے ہاں قول بہر صورت فعل پر مقدم ہے اس لیے اولیٰ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے اطلاق کی بنا پر جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھی جائیں چاہے کوئی مسجد میں پڑھے یا گھر......صاحب مرعاۃ نے بھی اس بات کو اولیٰ قرار دیا ہے۔[مرعاۃ المصابیح، ج:۲،ص:۱۴۸]

نمازی دیکھ کر بھی قرآن پڑھ سکتا ہے

سوال: کیا امام تراویح میں قرآن سے دیکھ کر جماعت کرا سکتا ہے۔ یہاں اکثر لوگ حافظ نہیں، لہٰذا یہی طریقہ رائج ہے؟ بعض کا خیال ہے کہ ایسا جائز نہیں، سامع تو قرآن کھول سکتا ہے لیکن امام نہیں۔

جواب: ابن ابی شیبہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مدبر غلام ذکوان رمضان میں مصحف سے دیکھ کر ان کی امامت کراتا تھا اور بخاری کے ترجمۃ الباب میں الفاظ یوں ہیں:

وکانت عائشة یؤمھا عبدھا ذکوان من المصحف ۔ [فتح الباری، ج:۲، ص:۱۸۴]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

استدل به علی جواز قراءة المصلی من المصحف

یعنی اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ نمازی قرآن سے دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔[حوالہ مذکور،ص:۱۸۵]

اس سے معلوم ہوا قرآن سے دیکھ کر امامت کرانے کا کوئی حرج نہیں۔سامع اور امام کی تفریق کی کوئی وجہ نہیں۔

تلاوت کے وقت باوضو ہونا بہتر ہے

سوال: کیا قرآنِ پاک کو بغیر وضو چھونا ناجائز ہے؟

جواب: بہتر ہے کہ انسان باوضو ہو۔حدیث میں ہے:

لا یمس القرآن الا طاھر ۔ [رواہ مالك والدارقطنی]

مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو۔[مرعاۃ المفاتیح، ج:۱،ص:۳۰۶ طبع پاکستان]

جرابوں پر مسح مطلقاً جائز ہے

سوال: بعض حضرات پتلی جرابوں پر مسح کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ان کی شرط ہے کہ جراب اتنی موٹی ہو کہ اُس میں پاؤں نظر نہ آئے۔

جواب: جس شے کا نام جورب ہے اس پر مسح کرنا جائز ہے۔چاہے موٹی ہو یا باریک۔

لغت میں جورب کی تعریف لفافة الرجل یا غشاء القدم مع تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔[المسح علی الجوربین جمال الدین قاسمی]

روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے

سوال: کیا رمضان کے دنوں میں نماز ظہر کے بعد مسواک ناجائز ہے۔

جواب: رمضان میں مسواک ہر وقت کرنی جائز ہے ظہر سے پہلے ہو یا بعد۔حدیث میں ہے:

رأیت النبیّ صلی الله علیه وسلم ما لا احصی یتسوك وھو صائم ۔ [رواہ الترمذی]

یعنی ''میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ روزہ کی حالت میں کثرت سے مسواک کرتے۔''

یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے سب اوقات کو شامل ہے۔

بطور نوافل آٹھ رکعات سے زیادہ تراویح پڑھنے میں حرج نہیں

سوال: مسجد حرم میں بیس تراویح با جماعت ادا کی جاتی ہیں۔انسان اگر ثواب کی نیت سے بیس تراویح پڑھ لے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں؟ اسی طرح یہاں وتر دو رکعت سلام پھیرنے کے بعد پھر الگ سے پڑھا جاتا ہے جب کہ ہم عام طور پر اکٹھے تین رکعت ادا کرتے ہیں۔ایک ہی سلام میں۔ان میں کون سا طریقہ مسنون ہے؟

جواب: سنیت کے اعتقاد سے صرف آٹھ تراویح ہیں عام نوافل کی حیثیت سے انسان بلا قید زیادہ بھی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں، حدیث

میں ہے:

فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ـ

یعنی ''نوافل کثرت سے پڑھ۔''

وتر پڑھنے کے دونوں طریقے درست ہیں تاہم موصول طریقہ زیادہ بہتر ہے

سوال: کیا ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھے جاسکتے ہیں۔ خاص کر آج کل آخری عشرہ میں تمام مساجد میں قیام اللیل ہونا ہے اگر انسان کسی وجہ سے پہلے بھی وتر ادا کر چکا ہوتو کیا دوبارہ وتر پڑھے یا چھوڑ دے۔ نیز وتر کے بعد جو دو رکعت ادا کی جاتی ہیں (نفل کے طور پر) اس کا کیا جواز ہے؟

جواب: صحیح احادیث کے مطابق وتر موصول اور مفصول دونوں طرح پڑھنے درست ہیں۔ [المحلی ابن حزم، ج:۲،ص:۴۲۔۴۸]

مسئلہ ہذا میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض نقض کے قائل ہیں۔ ان میں سے امام اسحاق بن رہویہ ہیں اور دوسرا گروہ عدم نقض کا قائل ہے۔ یہ مذہب سفیان ثوری، مالک بن انس، احمد اور عبداللہ بن مبارک کا ہے۔ اس کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

وهذا اصح لانه قد روى من غير اوجه ان النبىّ صلى الله عليه وسلّم صلّى بعد الوتر ـ [ترمذی مع تحفة الاحوذى، ج:۲، ص:۵۷۶ طبع مصرى]

یعنی ''یہی مسلک زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ کئی طرق سے وارد ہے۔ نبی ﷺ نے وتر کے بعد نماز پڑھی ہے۔''

اور صاحب تحفہ فرماتے ہیں:

وهذا هو المختار عندى ولم اجد حديثا مرفوعا صحيحا يدل على ثبوت نقض الوتر ـ والله تعالىٰ اعلم ـ صفحه مذكور

قولی حدیث میں ہے:

اجعلوا آخر صلٰوتكم بالليل وترا۔ [رواه مسلم]

یعنی ''رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔''

اور فعلی حدیث میں ہے:

ثم یوتر ثم یصلّی رکعتین وهو جالس ـ [رواه مسلم]

یعنی ''پھر آپ ﷺ وتر پڑھتے پھر دو رکعتیں بیٹھے ہوئے ادا کرتے۔ فعل میں چوں کہ خاصے کا احتمال ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ وتر کے بعد نوافل نہ پڑھے جائیں اور اگر کوئی پڑھ لے تو جائز ہے۔

مسائل عیدالفطر

سوال: فطرانے کی رقم پورے رمضان میں کسی بھی وقت نکالی جاسکتی ہے یا صرف دو دن قبل یا عید سے قبل شرط لازم ہے۔ نیز فطرانے کی رقم یا زکوٰۃ کی رقم وہیں تقسیم کی جانی چاہیے یا باہر بھیجی جاسکتی ہے۔ اس میں افضل کون سی چیز ہے؟

جواب: بہتر ہے کہ فطرانہ ان جنسوں سے دیا جائے جو حدیث میں منصوص ہیں۔ بوقت ضرورت پیسے بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ اس کے اخراج کا بہتر وقت نماز عید سے قبل ہے۔ صدقۃ الفطر میں لفظ الفطر اس بات کا متقاضی ہے۔ اس سے پہلے اخراج محل نظر ہے۔

پہلا حق مقامی لوگوں کا ہے بوقت ضرورت دوسری جگہ نقل بھی جائز ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الزکوٰۃ میں اس طرح باب قائم کیا ہے:

باب اخذ الصدقة من الاغنياء وتردّ فى الفقراء حيث كانوا ـ [بخارى مع فتح البارى، ج:۳، ص:۳۵۷]

احرام کہاں سے باندھا جائے؟

سوال: اکثر ہماری حج پر ڈیوٹی لگتی ہے۔ اگر احرام باندھ کر جائیں تو طائف کی چوکی سے نہیں گزرنے دیتے ویسے بھی سرکاری طور پر ہمیں اجازت نہیں ہوتی۔ منیٰ میں آٹھ دس روز قیام حج سے پہلے ہوتا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ ۸ تاریخ کو وہیں سے ہم احرام باندھ لیں۔ یا میقات پر دوبارہ جا کر احرام باندھنا لازم ہے؟ کیا ہم مقیم کے زمرے میں آجاتے ہیں۔

جواب: اگر پہلے سے حج کی نیت نہ ہو تو مقام عمل سے احرام باندھا جاسکتا ہے بصورتِ دیگر واپسی ضروری ہے۔ میقات سے احرام باندھ

کرآئیں اور اگر فدیہ دے کر وہیں سے احرام باندھ لیں تو یہ بھی درست ہے۔

حج قران کے لیے ہدی ساتھ لے جانا ضروری نہیں

سوال: آج کل قربانی ساتھ لے جانے کا نہ وقت ہوتا ہے نہ اس کی جگہ۔حکومت خود ہی منیٰ میں جانور پہنچا دیتی ہے اِس صورت میں نیت حج قران کی کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں حج قران کی نیت ہوسکتی ہے۔علاقہ سے ہدی کو ساتھ لے کر جانا شرط نہیں لیکن اگر ہدی لے جائے تو حج قران ہونا چاہیے۔

طوافِ زیارت اورطوافِ الوداع کا حکم

سوال: کیا طواف زیارت کے ساتھ ہی طواف الوداع کیا جاسکتا ہے۔طواف الوداع کی کتنی مدت ہے۔کیا ایک دفعہ میقات سے گزرنے کے بعد دوبارہ آ کرطواف الوداع کیا جاسکتا ہے یا پھر ہرصورت میں طواف الوداع کر کے طائف جانا چاہیے۔(یہ میقات قرن المنازل سے باہرہے۔)

جواب: طوافِ زیارت اگر تاخیر سے ہوتو دونوں اکٹھے ہوسکتے ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ طواف الوداع کے بعد سے کوچ کر جائے۔ہاں البتہ اگر نماز کا وقت ہوتو نماز پڑھ کر سفر کر جائے اتنی تاخیر کا کوئی حرج نہیں۔بلاوجہ زیادہ رکنا نہیں چاہیے۔ہاں واپس دوبارہ آ کرطواف الوداع ہوسکتا ہےاوراگرواپس نہ آئے تو فدیہ دے۔

[فتح الباری،ج:۲،ص:۵۸۵]

تاہم کوشش ہونی چاہیے کہ طوافِ الوداع کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہو۔

استدراک

عبدالرؤف عبدالحنان،کویت

ابوشحمہ عبدالرحمٰن الاوسط بن عمر بن خطاب ......رضی اللہ عنہما......کا اصل واقعہ

مؤرخہ ۱۶/۵/۱۴۳۰ھ،بمطابق ۱۱/۵/۲۰۰۹م،بروز سوموار اتفاق سے ''الاعتصام'' شمارہ ۱۲،جلد ۱۶،۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ،۲۰ تا ۲۶ مارچ ۲۰۰۹م دیکھنے کا موقع ملا جس میں ایک مضمون بعنوان ''ابوشحمہ کا بے اصل واقعہ'' نظر سے گزرا۔اس مضمون میں فاضل مضمون نگار مولانا فضل الرحمٰن صاحب ازہری نے ابوشحمہ کے قصے سے سرے سے ہی انکار کر دیا ہے۔چناں چہ لکھا ہے:

''مصر والی روایت بھی درست نہیں۔کیوں کہ نبیذ پینے والے نے اس کو حلال سمجھ کر پیا۔نشہ کے حصول کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

جب کہ مصر والی روایت کا انکار درست نہیں۔کیوں کہ اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔اس کو عبدالرزاق نے ''المصنف: ۲۳۲/۹''میں جوز جانی نے ''الاباطیل: ۲/ ۲۳۶''میں اور بیہقی نے ''السنن الکبریٰ: ۳۱۲/۸،۳۱۳''میں بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

امام جوز جانی نے اس کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے:

" هذا حديث ثابت وإسناده متصل صحيح ـ"

اسی طرح اس کی سند کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''الفاروق: ۲/ ۵۱۸'' میں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری: ۱۲/ ۶۵'' اور ''الاصابہ: ۳/۲۷،۳۷''میں اور متقی ہندی نے بھی ''کنز العمال: ۱۲/ ۲۹۶''اور ''منتخب کنز: ۴/۴۲۲ بہامش المسند''میں صحیح کہا ہے۔

بصیرت

طہارت

شیخ عمر فاروق

نماز میں خشوع وخضوع اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب پوری طرح طہارت حاصل ہو، آیئے طہارت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

طہارت دو قسم پر ہے......طہارتِ جسمانی اور طہارت قلبی

قرآنِ حکیم میں ہے:

طہارتِ بدنی:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ﴾ [المائدة ٥: ٦]

''اگر تمھیں نہانے کی حاجت ہو تو (پانی سے) غسل کر کے پاکیزگی حاصل کرو۔'' [مفردات القرآن]

سفر کی حالت میں اگر پانی مہیا نہ ہوسکے تو اُس کا بدل صاف مٹی پر تیمّم کر لینا ہے۔

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ﴾ [المائده ٥: ٦]

''اور تمھیں پانی نہ ملے تو تم صاف مٹی سے تیمّم کر لیا کرو اور (اُسے) اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔''

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ ہاتھ زمین پر مار کر کلائی تک دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر پھیر لے۔ (کہنیوں تک ضروری نہیں)

" ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ـ" [مسند احمد، بحواله تفسير احسن البيان]

نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہتھیلیوں اور چہرے کے لیے (صاف مٹی) پر ایک ہی مرتبہ مارنا ہے۔ صَعِيْدًا طَيِّبًا ''پاکیزہ مٹی'' ہے۔ زمین سے نکلنے والی ہر چیز نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے حدیث میں اس کی مزید وضاحت کر دی گئی ہے۔

" وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ ـ"

[صحيح مسلم، كتاب المساجد بحواله احسن البيان]

''جب ہمیں پانی نہ ملے تو زمین کی مٹی ہمارے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔''

آپ غور کیجیے کہ اسلام کی سادہ اور دلنشین تعلیمات میں کس قدر سہولت اور نرمی ہے، ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ کریم کا نازل کردہ قانون ہے۔

ظاہری طہارت میں جسم ولباس دونوں کی صفائی اور پاکیزگی ضروری ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ [المدثر ٧٤: ٤]

''(اور اے نبی ﷺ)! اپنے کپڑوں کو پاک رکھیں۔''

لباس خواہ کھدر ہی کا کیوں نہ ہو لیکن وہ بھی دُھلا ہوا اور صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

بول وبراز کے بعد طہارت کا پوری طرح خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس واقعہ پر غور کیجیے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں قبروں والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور وہ دونوں (عام طور پر سمجھے جانے والے) کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیئے جا رہے (حالاں کہ یہ دونوں بھی کبیرہ گناہ ہیں اور لوگ اِسے معمولی خیال کرتے ہیں) اُن میں سے ایک تو چغل خوری کرتا

تھااور دوسراشخص پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔

[بخاری ومسلم بحوالہ کبیرہ گناہ اوراُن کاعلاج، علامہ شمس الدین الذہبی]

اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ جس طرح پیشاب کے چھینٹے پلید اور کراہت کی چیز ہے اِسی طرح غیبت کرنا یا چغلی کھانا بھی اُسی طرح باعث نفرت اور بری عادت ہے۔ اگر اِن میں سے پہلی بات طہارت جسمانی کے لیے نقصان دہ ہے تو دوسری بات طہارتِ قلبی کے لیے فساد کا باعث ہے، اس لیے قرآنِ حکیم میں اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا ہے۔

﴿ وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [الحجرات ٤٩: ١٢]

''تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت پسند کرے گا۔ دیکھو! تم خود اس سے گھن کھاتے ہو (لہٰذا غیبت کرنے سے بھی) اللہ سے ڈرتے رہو (اور آئندہ کے لیے سچی توبہ کرو) اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔''

طہارتِ جسمانی پر مولانا عبدالسلام بستوی ﷫ بڑی اچھی گفتگو کرتے ہیں، اگرچہ وہ عام لوگوں اور بچوں کو سمجھاتے ہیں تاہم اس میں بڑوں کے لیے بھی نصیحت ہے۔

''ہم دیکھتے ہیں جو مشین کپڑا یا جوتا وغیرہ اکثر میلا رہتا ہے۔ وہ جلد خراب ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور جن چیزوں کی صفائی اور پالش وقلعی ہوتی رہتی ہے وہ کافی مدت تک رہتی ہیں۔ اسی طرح ہمارا جسم بھی اگر پاک صاف نہ رکھا جائے تو اُس کو میل کچیل گلانے اور کھانے لگتا ہے۔ اِس وجہ سے طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں اور صاف ستھرا رہنے والا انسان اکثر وبیشتر تندرست رہتا ہے اور وہ بہت سی آفتوں اور بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ سب لوگوں کی نظروں میں اچھا معلوم ہوتا ہے، سب اُس کو اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے ہیں۔ گندے اور میلے کچیلے لوگوں سے گھن کرتے ہیں اور اپنے پاس آنے اور بیٹھنے نہیں دیتے۔ کیوں کہ ظاہری گندگی کے علاوہ اُن کے بدن سے بدبو آتی ہے۔ پاکیزگی اور صفائی سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے، قرآنِ مجید میں ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾

[البقرة ٢: ٢٢٢]

''اللہ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کو اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' [اسلامی تعلیم، حصہ سوئم]

اِس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ میلے کچیلے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سے خوش نہیں رہتا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ ـ" [مسلم، رقم: ٢٢٣]

''پاکیزگی نصف ایمان ہے۔''

اس پاکیزگی میں جسم ولباس کی صفائی ہے کہ اُس پر کسی قسم کی غلاظت اور نجاست نہ ہو اور اِس میں قلب وروح کی پاکیزگی بھی شامل ہے کہ وہ شرک وکفر، حسد وبغض وغیرہ گندگیوں سے صاف ستھرا ہو۔ اس لیے اہل ایمان پاکیزہ لوگ ہوتے ہیں کہ اُن کے سینے توحید سے معمور ہوتے ہیں جب کہ مشرکین کو اُن کے شرک کی غلاظت کی وجہ سے نجس قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ﴾ [التوبة ٩: ٢٨]

''اے ایمان والو! بلاشبہ مشرکین نجس (پلید) ہیں، وہ اس سال (یعنی ۹ ہجری) کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔''

طہارت کے آداب پر چند ضروری باتیں اِس طرح بیان کی جا سکتی ہیں۔

①......آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سو کر اٹھے تو جب تک تین بار ہاتھ نہ دھولے اُس کو پانی کے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ کیوں کہ سونے میں معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوگا کہ ہم کو اپنے جسم کے ہر عضو کی طہارت کا سوتے

جاگتے ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے۔سونے میں کسی خواب کی وجہ سے بھی اگر انسان ناپاک ہو جائے تو نہانا ضروری قرار دیا گیا۔

[ابوداؤد، کتاب الطہارہ بحوالہ سیرت النبی، ج:۶]

ہاتھ کی صفائی پر اِس لیے زور دیا گیا کہ برتن سے پانی نکالنے میں ناپاک ہاتھ پانی میں بھیگ کر (برتن کے) تمام پانی کو ناپاک نہ کر دے۔ اس لیے خیال رکھنا چاہیے کہ ہاتھ پانی کے برتن میں اُس وقت تک نہ ڈبوئے جائیں جب تک ہاتھوں کی طہارت کا یقین نہ ہو۔

②...... دانتوں کی صفائی جو بہت سی گندگیوں اور بیماریوں کی جڑ ہے، ضروری بتائی گئی۔مسواک کرنا سنت ٹھہرایا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' [ابوداؤد، کتاب الطہارہ بحوالہ سیرت النبی، ج:۶]

ایک دفعہ کچھ مسلمان حاضر ہوئے جن کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے زرد تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے دانت زرد کیوں دیکھ رہا ہوں۔'' مسواک کیا کرو۔

[مسند احمد، ج:۱، ص:۴۲۱ بحوالہ سیرت النبی، ج:۶]

③...... عام راستوں اور درختوں کے سایہ میں قضائے حاجت نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اس لیے کہ راستہ چلنے والوں اور درخت کے سایہ میں بیٹھنے والے مسافروں کو اِس نجاست اور گندگی سے تکلیف نہ ہو۔

④......ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کر کے پھر اُس میں غسل کرنا جائز نہیں ہے۔ اِس سے دوسرے لوگوں کو بھی کراہت آئے گی۔

[سیرت النبی، ج:۶]

⑤...... عام طور سے بے ضرورت کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اِس حالت میں یہ خوف ہے کہ پیشاب کے چھینٹے جسم پر پڑ جائیں۔ نیز بے ستری کا بھی اِمکان ہے اور یہ بات تہذیب ووقار کے بھی خلاف ہے۔ اگر یہ احتمالات نہ ہوں یا کوئی شخص زمین پر بیٹھنے کے قابل نہ ہو تو جائز ہے۔[حوالہ سیرت النبی، ج:۶]

⑥...... پیشاب نرم زمین پر کرنا چاہیے۔ کیوں کہ سخت زمین سے پیشاب کے چھینٹے اڑ کر جسم پر پڑ سکتے ہیں۔[حوالہ ایضاً]

⑦......غسل خانہ کی زمین پر پیشاب نہیں کرنا چاہیے خصوصاً جب کہ وہ کچی ہو کیوں کہ جگہ کی گندگی اور ناپاکی سے پانی کی چھینٹیں گندی اور ناپاک ہو کر اڑیں گی اور بدن کو ناپاک کریں گی، یا ناپاک ہونے کا وسوسہ دل میں پیدا کریں گی۔ [حوالہ ایضاً]

⑧...... بول وبراز کے بعد استنجا کرنا چاہیے، ڈھیلے یا کسی اور پاک وجاذب چیز سے، صفائی کے بعد پانی سے دھو لینا اچھا ہے۔ استنجا بائیں ہاتھ سے کیا جائے۔ اس میں داہنا ہاتھ نہ لگایا جائے۔[حوالہ ایضاً]

⑨...... طہارت کے بعد پانی کے علاوہ مٹی سے بھی ہاتھ دھونا چاہیے۔[حوالہ ایضاً]

⑩...... جمعہ کے دن نماز سے پہلے نہانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ لوگ نہا دھو کر جماعت میں شامل ہوں اور گندگی کی بو سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور پورا مجمع پاکیزگی اور صفائی کی تصویر ہو۔

⑪......قضائے حاجت اور پیشاب کے بعد استنجا کرنا عضو خاص اور مقام خاص سے گندگی کو دور کرنا ضروری ٹھہرایا گیا۔[دیکھئے سیرت النبی از سید سلیمان ندوی، ج:۶]

اس پر الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ سابق استاد مدینہ یونیورسٹی لکھتے ہیں۔

طہارتِ قلبی:

نفس کو گناہ اور نافرمانی کے آثار سے پاک اور صاف رکھنا، اس کے لیے گناہوں اور نافرمانیوں سے سچی توبہ کی ضرورت ہوتی ہے اور دل کو شرک، شک، حسد، غصہ، کینہ، خیانت، بڑائی، خود پسندی، ریا اور نمود ونمائش کی آلودگیوں سے منزہ اور پاک کرنا ہے۔ اس کے لیے اخلاص، یقین، نیکی کی محبت، حوصلہ، سچائی، تواضع اور تمام ارادوں اور اعمال میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ ضروری ہے۔[منہاج المسلم]

اس آیہ مبارکہ میں دونوں قسم کی طہارت مقصود ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾

''بلاشبہ اللہ بہت توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' [البقرۃ ۲: ۲۲۲]

''اَلتَّوَّابِیْنَ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی خطاؤں اور قصوروں پر ندامت کے آنسو بہانے والے جن سے اُن کو طہارتِ قلبی ملتی ہے اور ''اَلْمُتَطَهِّرِیْنَ'' جسم ولباس کو صاف ستھرے رکھنے والے یعنی جو ظاہری طور پر بھی طہارت جسمانی کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔

عبادات جسمانی وروحانی طہارت کی ضامن ہیں:

صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے اور حج وزکوٰۃ کی ادائیگی سے روحانی وجسمانی طہارت حاصل ہوتی ہے۔ نماز کے لیے وضو کرنا لازمی اور ضروری ہے، اِس سے جسمانی پاکیزگی ملتی ہے جب کہ نماز کی ادائیگی سے روح تروتازہ ہوجاتی ہے۔ روزہ سے جسم کے فاسد مادے تحلیل ہوجاتے ہیں جب کہ روح پاکیزگی سے آسودہ ہوجاتی ہے۔

''زکوٰۃ'' سے غربا ومساکین کی خدمت ہوتی ہیں جس سے اُن کے جسم وجان کو فائدہ پہنچتا ہے اور زکوٰۃ دینے والے کی روح پاکیزگی سے سرشار ہوجاتی ہے۔ قرآنِ حکیم نے اِس حقیقت کو اِس طرح بیان کیا ہے:

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ﴾

''(اے نبی ﷺ)! آپ ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انھیں پاکیزگی (نفس) عطا کیجیے اور (نیکی کی راہ میں) انھیں بڑھائیے۔'' [التوبۃ ۹: ۱۰۳]

سفرحج سے جہاں پر مشقت زندگی کا آغاز ہوتا ہے تو اس کے ساتھ روح تقویٰ وطہارت سے آراستہ ہوجاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

'' وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۔''

(سفرحج کے لیے) زادِراہ ساتھ لے جاؤ اور سب سے بہتر زادِ راہ تو پرہیزگاری ہے۔''

گویا حج سے اگر تقویٰ وطہارت کا حصول نہیں ہوتا تو اس کے مطلوبہ ثمرات مرتب نہیں ہوسکتے۔

اسلام ظاہر اور باطن دونوں کی پاکیزگی کا درس دیتا ہے۔ اِن احادیث مبارکہ پر غور کرلیجیے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

'' اَلْبِسُوْا ثِيَابَ الْبَيَاضِ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَأَطْيَبُ ۔''

[الترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۱۱]

''سفید لباس پہنا کرو اس لیے کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے۔''

اس پر داغ دھبے کا فوراً پتا چل جاتا ہے اور انسان اُسے صاف کرلیتا ہے۔

'' إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ التَّمْرَ فَعَلَى الْمَاءِ فَإِنَّ الْمَاءَ طُهُوْرًا ۔'' [ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۳۵۵]

''جب تم میں سے کوئی روزے سے ہوتو وہ کھجور سے افطار کرے اگر کھجور نہ مل سکے تو پانی سے افطار کرلے اِس لیے کہ یہ (جسم کو) پاکیزگی دیتا ہے۔ کھجور جسم کو توانائی دیتی ہے جب کہ پانی سے خشک رگیں تر ہوجاتی ہیں۔''

'' اَلسِّوَاكُ مَطْهَّرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ ۔''

[الدارمی، رقم الحدیث: ٦٨٤]

''مسواک کرنا منہ کو پاکیزہ بناتا ہے اور یہ (پاکیزگی) ربّ کی رضامندی کا سامان ہے۔''

بندہ مومن پاکیزہ دل اور صاف زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے جو اُس کے ہاں مقبول ہوتا ہے اور درجات کا سبب بنتا ہے۔

'' مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ ۔''

''وہ شخص جس نے (پورے آداب کے ساتھ) وضو کیا پھر اِن

کلمات کو کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے اُن لوگوں میں بنا دے جو تیرے حضور بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں اور بہت زیادہ پاکیزہ اور صاف رہتے ہیں۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے وہ داخل ہو۔'' (سبحان اللہ!)

" مَنْ أَوَى اِلٰى فِرَاشِهٖ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى يُدْرِكُهُ النُّعَاسُ لَمْ يَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ سَأَلَ اللّٰهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِلَّا أَعْطَاهُ اِيَّاهُ ۔" [الترمذی، رقم الحدیث: ۳۵۲٦]

''جو شخص رات کو طہارت کے ساتھ اپنے بستر پر (سونے کے لیے) لیٹا اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ گیا اور اسی حال میں نیند کی آغوش میں چلا گیا، رات کے کسی حصے میں اُس نے اپنے پہلو کو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی طلب کی تو ربِ کریم اُسی وقت اُس کو وہ عطا فرما دیتا ہے۔''

اُس کریم کی بخشش اور عطا کا کیا کہنا!

غرض یہ کہ طہارت سے محرومی بہت بڑا نقصان ہے اور بندہ مومن طہارت کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا ہے۔ اِس وقت پاکستانی قوم جس نازک موڑ پر کھڑی ہے اُس کے بہت سے اسباب ہیں اور ایک وجہ یہ بھی کہ ہمارے اعمال اور افکار پاکیزہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نفاق سے نجات عطا فرمائے۔

" اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَاءِ وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكَذِبِ وَاَعْيُنَنَا مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرِ ۔

[اسلامی وظائف عبدالسلام بستوی]

''اے اللہ! ہمارے قلوب کو نفاق سے، ہمارے اعمال کو ریا کاری سے، ہماری زبانوں کو دروغ گوئی سے اور ہماری آنکھوں کو خیانت سے پاک فرما دے اس لیے کہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے راز آپ ہی کے علم میں ہیں۔''



خدماتِ اہل حدیث

مجموعہ ہائے فتاویٰ علمائے اہل حدیث 2

حافظ صلاح الدین یوسف (مدیر، شعبہ تحقیق وتالیف دارالسلام، لاہور)

(۱۲)......مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ (گوجراں والا):

مولانا مرحوم نے قیام پاکستان کے بعد عمر کا بیشتر حصہ جامعہ اسلامیہ چاہ شاہاں گوجراں والا میں گزارا، شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ سادہ مزاج، قناعت پسند اور طلباء کے ساتھ بیٹوں کی طرح محبت کرنے والے اور صاحب علم وفضل بزرگ تھے۔

ان کی ولادت مدراس (بھارت) کے ایک قصبے چمناڈ میں ۱۹۲۶ء کو ہوئی اور وفات گوجراں والا میں ۱۹۹۱ء میں ہوئی۔ ان کے فتاویٰ کا ایک مختصر مجموعہ ''فتاویٰ برکاتیہ'' کے نام سے ۳۶۸ صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اس میں بالعموم تفصیلی مباحث نہیں ہیں، مختصر جوابات ہیں۔ اب یہ بھی نایاب ہے۔ اکثر فتاویٰ پر حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

(۱۳)......حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ:

حضرت محدث گوندلوی......۱۸۹۷ء، ۱۹۸۵ء......عصر حاضر کے ایک عظیم محدث، یگانۂ روزگار اور بے مثال حافظے کے مالک تھے۔ مختلف مدارس اہل حدیث میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ اکثر کبار علمائے اہل حدیث کو، جو اس وقت علمی مناصب میں ممتاز ہیں، حضرت حافظ صاحب سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کے بعد اتنا وسیع حلقۂ تلمذ شاید ہی کسی اور کے حصے میں آیا ہو۔ چند سال الجامعۃ الاسلامیۃ (مدینہ منورہ) میں بھی استاذ رہے اور وہاں عرب وعجم کے لوگوں نے آپ کے خوانِ علم سے ریزہ چینی کی۔ رحمہ اللہ

آپ بھی چوں کہ اپنی جلالت علمی کی بنا پر عوام وخواص کے مرجع تھے، اس لیے بہ کثرت لوگ آپ سے استفسار کرتے تھے اور آپ گونا گوں علمی وتدریسی مصروفیات کی وجہ سے مختصر جواب دے دیا کرتے تھے۔ یہ سوال جواب بالعموم ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں شائع ہوتے تھے اور ابھی تک اسی کے صفحات میں موجود ہیں، ضرورت ہے کہ ان کو بھی مرتب کرکے شائع کیا جائے۔

(۱۴)......مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ:

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف ...... ۱۹۰۸ء، ۱۹۸۷ء ...... حافظ محمد محدث گوندلوی کے نہایت قابل فخر شاگردوں میں سے تھے، وسیع المطالعہ اور نہایت اعلیٰ علمی وتحقیقی ذوق سے بہرہ ور تھے، مسلک سلف کے شیدائی اور علوم سلف کے احیا کے لیے رات دن بے چین اور اس کے لیے طاقت سے بڑھ کر کوششیں کرنے والے تھے۔ علومِ سلف کا ایسا مجنون اس دور میں شاید ہی کوئی اور رہا ہو۔

نہایت وقیع ذاتی لائبریری جوان کی عمر بھر کا اندوختہ تھا، وقف کرگئے۔ دیگر علمی یادگاروں کے علاوہ سنن النسائی کا عربی حاشیہ، التعلیقات السلفیہ بھی ان کی یادگار ہے۔ اب یہ حاشیہ مولانا ابوالاشبال شاغف بہاری حفظہ اللہ (مکہ مکرمہ) کی تخریج وتحقیق کے ساتھ سعودی عرب سے بھی کئی جلدوں میں چھپ گیا ہے۔

آپ کی شخصیت بھی مرجع انام تھی، علاوہ ازیں وسعت مطالعہ اور تحقیق مسائل کے اعتبار سے آپ یگانۂ روزگار اور نابغۂ عصر تھے۔ اس لیے آپ کے فتاوے بھی ایک معقول تعداد میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' اور ماہنامہ ''رحیق'' لاہور میں محفوظ ہیں، تاہم اب انھیں مرتب کرلیا گیا ہے اور عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہوں گے، ان شاءاللہ۔

حضرت مولانا مرحوم راقم کے مربی، محسن اور مخدوم تھے، ربع صدی سے زیادہ ان کے ساتھ رفاقت رہی۔ اس عرصے میں ان کی شفقت ومحبت اور تربیت سے راقم فیض یاب ہوتا رہا، اس بنا پر راقم ان کے احسانات کا زیر بار ہے۔

جزاہ اللّٰہ احسن الجزاء وجعل الجنۃ مثواہ

(۱۵)......مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ:

مولانا مرحوم (متوفی ۱۹۹۰ء) ماضی قریب کے علمائے اہل حدیث کے نہایت سربرآوردہ اور صاحب علم وتحقیق بزرگ تھے۔ ان کی مشکوٰۃ المصابیح کی عربی شرح ''مرعاۃ المفاتیح'' محدثانہ طرز کی بے نظیر شرح ہے۔ ان کے بھی بے شمار فتوے پاک وہند کے اہل حدیث رسائل وجرائد میں بکھرے ہوئے ہیں جنھیں مرتب ومدوّن کر کے شائع کرنے کی بھارت میں کوشش کی جارہی ہے۔ کیوں کہ وہ مبارک پور (بھارت) میں رہائش پذیر تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ

(۱۶)......مولانا محمود احمد میر پوری رحمہ اللہ (برطانیہ):

مولانا محمود احمد ۱۹۴۶ء میں میر پور (آزاد کشمیر) میں پیدا ہوئے اور پاکستان کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) پہنچ گئے۔ وہاں سے سند فراغت حاصل کر کے سعودی حکومت ہی کی طرف سے بطورِ مبعوث دعوت وتبلیغ کے لیے برطانیہ تشریف لے گئے۔ ان سے قبل وہاں عبدالکریم ثاقب حفظہ اللہ اور مولانا فضل کریم عاصم صاحب رحمہ اللہ وغیرہما نے جمعیت اہل حدیث کی داغ بیل ڈال دی تھی اور ماہنامہ ''صراطِ مستقیم''، برمنگھم کا اجراء بھی کر دیا تھا۔ تاہم ان کو ترقی وعروج مولانا محمود احمد میر پوری کی فعال اور متحرک شخصیت سے ملا۔ مولانا میر پوری جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے ناظم اعلیٰ تھے، ان کے دورِ نظامت میں جمعیت کی شاخیں اور ان کے تحت مساجد کا قیام کثرت کے ساتھ مختلف شہروں میں عمل میں آیا۔ ان کی اچانک حادثاتی موت سے، جو اکتوبر ۱۹۸۸ء میں ہوئی، جمعیت کی سرگرمیوں پر خاصا اثر پڑا۔

ماہنامہ ''صراطِ مستقیم''، برمنگھم جمعیت اہل حدیث برطانیہ کا ترجمان اور کفرستانِ فرنگ میں اسلام کا داعی اور علم بردار ہے۔ اس میں مولانا محمود احمد میر پوری رحمہ اللہ سوالوں کا ہر مہینے جواب دیا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ان تمام فتووں کو صراطِ مستقیم کی فائلوں سے نکال کر اور فقہی طور پر مرتب کر کے ''فتاویٰ صراطِ مستقیم''، برمنگھم کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے۔ یہ فتاوے ہر شعبۂ زندگی سے متعلق ہیں اور نہایت مفید ہیں۔

یہ مجموعۂ فتاویٰ درمیانے سائز کے ۵۵۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ادارہ ''صراطِ مستقیم''، برمنگھم (برطانیہ) نے شائع کیا ہے۔

(۱۷)......مولانا عبیداللہ عفیف حفظہ اللہ:

مولانا عبیداللہ عفیف حفظہ اللہ بھی حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور مختلف مدارس میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز چلے آرہے ہیں۔ آج کل جامعہ اہل حدیث، مسجد قدس چوک دالگراں لاہور میں شیخ الحدیث ہیں۔

ان کے فتاوے بھی جماعتی رسائل وجرائد میں عرصۂ دراز سے چھپ رہے ہیں، تاہم اب ان کو مرتب کر لیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ بقیہ دو جلدیں بھی کم وبیش اتنے ہی صفحات کو محیط ہوں گی۔ ناشر ہے مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور۔ ان کے فتاوے بھی مدلل اور تفصیلی ہوتے ہیں، بالعموم دلائل کا موازنہ ومحاکمہ بھی ہوتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کو جلد از جلد شائع کیا جائے۔ ان کی تاریخ ولادت ۱۹۳۹ء ہے۔

(۱۸)......شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ، لاہور:

مولانا موصوف حفظہ اللہ حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں۔ علاوہ ازیں ان کو جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) میں بھی شیخ امین شنقیطی رحمہ اللہ صاحب ''اضواء البیان'' اور شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ جیسے اساطین علم سے کسب فیض کا موقع ملا جس سے آپ نے خوب فائدہ اٹھایا۔

آپ پاکستان میں جامعہ سلفیہ وغیرہ مدارس میں بطور سعودی مبعوث کے منصب تدریس پر فائز چلے آرہے ہیں۔آج کل عرصۂ دراز سے جامعہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔

آپ کی شخصیت بھی مرجع عوام وخواص ہے۔آپ کے فتوے ۱۸، ۱۹ سال سے ہفت روزہ ''الاعتصام'' اور ماہنامہ ''محدث'' میں نہایت پابندی کے ساتھ شائع ہورہے ہیں۔آپ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ان کے فاضل شاگرد حافظ عبدالشکور مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی نے بنام ''فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ'' شائع کیا ہے۔ابھی مزید دو جلدوں کا مواد ان کے پاس محفوظ ہے جسے وہ مرتب ومدون کرنے کی کوشش کررہے ہیں یہ جلد اوّل بڑے سائز کے ۸۸۸ صفحات پر محیط اور کتاب العقائد پر مشتمل ہے۔یہ جلد لاہور سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ان کی تاریخ ولادت ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء ہے۔

(۱۹)......حافظ عبدالمنان نورپوری ﷾ (گوجراں والا):

حضرت حافظ عبدالمنان صاحب، حافظ محمد محدث گوندلوی ؒ کے نہایت قابل فخر تلمیذ ہیں اور محققانہ ذہن اور مجتہدانہ بصیرت کے حامل ہیں، جامعہ محمدیہ گوجراں والا میں شیخ الحدیث کے منصب پر عرصۂ دراز سے فائز ہیں۔

ملک اور بیرونِ ملک سے عوام وخواص تحقیق مسائل کے لیے بذریعہ خطوط آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، آپ گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود ان کے استفسارات کا جواب دیتے ہیں۔

آپ کے انھی جوابات کے دو مجموعے ''احکام ومسائل'' کے نام سے چھپ گئے ہیں۔تیسرا مجموعہ زیرترتیب وتدوین ہے۔جلد اوّل بڑے سائز کے ۶۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔جلد دوم ۸۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ان مجموعوں کو مولانا نورپوری کے ایک فاضل شاگرد مولانا محمد مالک بھنڈر نے مرتب اور المکتبۃ الکریمیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔حافظ صاحب کی تاریخ ولادت ۱۳۶۲ھ،۱۹۴۲ء ہے۔

(۲۰)......مولانا حافظ عبدالستار الحماد ﷾:

مولانا موصوف جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) سے فراغت کے بعد الجامعۃ الاسلامیہ (مدینہ منورہ) تشریف لے گئے۔وہاں سے سند فراغ لے کر پاکستان میں بطور مبعوث دینی وعلمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، چیچہ وطنی کے ایک مدرسے میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔علاوہ ازیں اردو میں صحیح البخاری کی شرح بھی تالیف فرمارہے ہیں۔وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

کئی سالوں سے ان کے فتاوے ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور میں بالالتزام شائع ہورہے ہیں۔انہی فتاووں کا ایک مجموعہ ''فتاویٰ اصحاب الحدیث'' کے نام سے شائع ہوا ہے،ان کے فتاوے مدلل ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم اور واضح ہوتے ہیں۔ان کے فتووں کا دوسرا مجموعہ بھی عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہونے والا ہے۔اس کے ناشر مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار کے مدیر ومالک مولانا سرور عاصم صاحب ہیں۔ان کی تاریخ ولادت ۱۹۵۲ء ہے۔

(۲۱)......مولانا عبدالستار دہلوی ؒ:

آپ مولانا عبدالوہاب دہلوی ؒ بانی جماعت غرباء اہل حدیث کے فرزند اور جماعت غرباء کے امام ثانی تھے۔پیدائش ۱۹۰۵ء کی ہے اور تاریخ وفات ۱۹۶۶ء ہے۔آپ نے قرآنِ مجید کے حواشی ''فوائد ستاریہ'' کے نام سے لکھے جو اسی نام سے مطبوع ہیں۔آپ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ''فتاویٰ ستاریہ'' کے نام سے چھپا ہے۔۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں آپ کے صاحبزادے حافظ عبدالغفار ؒ اور دیگر بعض مفتیانِ کرام کے فتوے بھی شامل ہیں۔

(۲۲)......مولانا عبدالسلام بستوی ؒ (بھارت):

آپ کثیر التصانیف عالم تھے، آپ کی اکثر کتابوں کے ساتھ ''اسلامی'' کا لفظ لگا ہوا ہے۔مثلاً: ''اسلامی خطبات''، ''اسلامی تعلیم''، ''اسلامی پردہ''، ''اسلامی عقائد''، ''اسلامی توحید''، ''اسلامی صورت''، ''اسلامی وظائف''، ''اسلامی اوراد' وغیرہ۔آپ کا ایک مجموعۂ فتاویٰ بھی ہے، اس کا نام بھی ''اسلامی فتاویٰ'' ہے۔

آپ کی تالیفات عوام کے لیے بہت مفید ہیں۔ کیوں کہ ان کا انداز سادہ اور عام فہم ہے۔ فتاویٰ جلد اوّل کے آخر میں جلد دوم کا حوالہ درج ہے لیکن دوسری جلد نظر سے نہیں گزری۔ سن طباعت درج نہیں ہے۔ بڑے سائز کے ۲۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ناشر ہے، کتب خانہ مسعودیہ اردو بازار، دہلی۔

آپ کی تاریخ ولادت ۱۳۲۷ھ (۱۹۰۹ء) اور تاریخ وفات ۱۳۹۲ھ (۱۹۷۴ء) ہے۔ دہلی میں آسودۂ خواب ہیں۔ رحمہ اللہ

(۲۳)......مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ لاہور:

مولانا موصوف کے فتاوے ماہنامہ ''الدعوۃ'' ہفت روزہ ''غزوہ'' اور دیگر رسائل وجرائد میں کئی سال سے مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۹۹۲ء سے ہوا جو اب تک جاری ہے۔ موصوف مولانا مفتی عبیداللہ عفیف کے شاگردِ خاص ہیں۔ آپ کے فتاوے قدرے تفصیلی اور مدلل ہوتے ہیں۔

آپ کے فتاوے کے تین مجموعے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے نام سے اب تک چھپ چکے ہیں۔ ناشر ہے مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور۔ تاریخ ولادت ۱۹۶۸ء ہے۔ آپ کا ایک اور مجموعۂ فتاویٰ ''تفہیم دین'' کے نام سے ہے جو ہفت روزہ ''غزوہ ٹائمز'' میں چھپے ہوئے فتووں کا مجموعہ ہے۔ یہ درمیانے سائز کے ۴۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲۰۰۳ء میں طبع ہوا۔ ناشر کی جگہ ڈسٹری بیوٹر (تقسیم کنندہ) کا نام ''دارالعلوم الندیہ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ'' درج ہے۔

(۲۴)......اسلامی طرزِ فکر، مسائل حیات قرآن وسنت کی روشنی میں:

مذکورہ بالا عنوان سے سوال وجواب پر مبنی یہ کتاب دو جلدوں میں قمر ہاؤس، ایم اے جناح روڈ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد درمیانی سائز کے ۶۲۴ صفحات اور دوسری جلد ۴۸۴ صفحات پر مشتمل ہے اور بلا قیمت تقسیم کی جاتی ہے۔

جدہ (سعودی عرب) سے ''عرب نیوز'' کے نام سے ایک انگریزی اخبار شائع ہوتا ہے جس میں اوور ڈائیلاگ (Over Dialouge) نام سے ایک کالم ہوتا ہے جس میں دینی مسائل سے متعلقہ سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ دینیات کا یہ صفحہ جو ''اسلام ان پراس پیکٹو'' (Islam In Prospective) کے عنوان سے ہوتا ہے، عادل صلاحی صاحب مرتب کرتے ہیں۔

سوالات کے جوابات کسی ایک عالم کے نہیں ہوتے بلکہ مختلف علماء سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ ان سوالات کا اردو ترجمہ ماہنامہ ''رابطہ'' کراچی/ بنکاک میں شائع ہوتا ہے۔ پہلی جلد کا ترجمہ وترتیب کا کام عبدالسلام سلامی صاحب نے اور جلد ثانی کے ترجمہ وترتیب کا کام کلیم چغتائی صاحب نے کیا ہے۔ اور اسے کراچی کی ایک فرم اپیکر پی کے (Apkar PK) نے تبلیغ ودعوت کے نقطۂ نظر سے شائع کیا ہے۔ جلد اوّل میں دسمبر ۱۹۸۴ء سے اپریل ۱۹۹۴ء تک کے سوال وجواب کا انتخاب ہے اور دوسری جلد میں مئی ۱۹۹۴ء سے جون ۱۹۹۹ء تک کا ترجمہ وانتخاب ہے۔

ان سوالات کا جواب دینے والے علماء کون ہیں؟ اس کی صراحت نہیں ہے، صرف ان کو ایڈٹ کر کے شائع کرنے والے کا نام عادل صلاحی درج ہے۔ یہ معروف معنی میں اہل حدیث نہیں ہیں۔ لیکن انھوں نے دینی مسائل کے جوابات دینے کے بارے میں استدلال کا جو طریقہ ابتدا میں بطور وضاحت بیان کیا ہے، وہ وہی ہے جو اہل حدیث کا طرز فکر بھی ہے اور طرز عمل بھی، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

> ''قارئین کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے واضح کوشش یہ ہوتی ہے کہ ایسا جواب دیا جائے جس کی تائید میں مضبوط ترین شہادت موجود ہو۔ ہم شدت پسندی اور متنازعہ پہلوؤں سے دور رہتے ہیں اور خود کو کسی ایک ہی فقہی امام کے نقطۂ نظر اور رائے تک محدود نہیں رکھتے......موضوعی تشریح کے لیے قرآن کی تعلیم یا مصدقہ حدیث کے خلاف کبھی بات نہیں کی جاتی...... میرے خیال میں اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ اسلام میں کسی فرد واحد کو ''حکم آخر'' نہیں بنایا گیا۔ ''حکم آخر'' صرف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو قرآنِ مجید کی شکل میں موجود ہے یا،

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ حدیث کی شکل میں جو کچھ فرمائیں، وہ حتمی بات ہوگی۔''

[جلد اوّل،ص:۸،۹]

علمائے اہل حدیث کا بھی فتویٰ نویسی میں یہی موقف ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ زیر نظر سوال جواب کی دونوں جلدوں میں بھی بیشتر مسائل میں عملی طور پر اسی موقف کو اپنایا گیا ہے۔ البتہ چند مسائل میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ جیسے تصویر کشی کے مسئلے میں بیان کیا گیا ہے کہ کیمرے یا ٹی وی کی تصاویر وہ نہیں ہیں جو ممنوع ہیں اور اس طرح اچھے مقاصد کے لیے ان کا جواز تسلیم کیا گیا ہے۔

تاہم بہ حیثیت مجموعی فتاوے کی یہ دونوں جلدیں نہایت فکر انگیز اور بغایت مفید ہیں۔ ان میں درپیش مسائل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بہترین رہنمائی کا فریضہ ادا کیا گیا ہے۔ اسی لیے ہم نے اس کتاب کو بھی ''مجموعہ ہائے فتاویٰ علمائے اہل حدیث'' میں شامل کرنا مناسب سمجھا ہے۔

(۲۵)......مولانا امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ:

الشیخ ابو محمد امین اللہ پشاوری جماعت اہل حدیث صوبہ سرحد کے نہایت ممتاز محقق، بلند پایہ عالم، صاحب زہد وورع اور بڑے وسیع النظر مفتی ہیں۔ مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ (گنج پشاور) کے بانی، مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ ان کے فتووں کی، جو سب عربی میں ہیں، اب تک سات جلدیں چھپ چکی ہیں۔ مجموعۂ فتاویٰ کا نام ''فتاویٰ الدین الخالص'' ہے۔ جلد اوّل بڑے سائز کے ۶۱۱ صفحات، جلد دوم ۵۱۶، جلد سوم ۶۱۳، جلد چہارم ۴۹۸، جلد پنجم ۶۱۶، جلد ششم ۵۷۷، جلد ہفتم ۵۴۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ مزید جلدیں زیر ترتیب وتدوین ہیں۔ ساتویں جلد ۲۰۰۶ء میں چھپی ہے۔

یہ فتاوے خاصے مفصل اور نہایت مدلل ہیں اور فاضل مفتی کی مجتہدانہ بصیرت اور قرآن وحدیث کے عبور اور نصوص شریعت کے استحضار پر دلیل بین ہیں۔

علاوہ ازیں اس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ احادیث کی صحت وضعف پر محدثانہ اصول کے مطابق مفصل بحث ہے۔ اسی لیے ان مجموعہ ہائے فتاویٰ کی بابت بجا طور پر یہ دعویٰ کیا گیا ہے:

وبذلك صار هذا الكتاب (والحمد لله) موسوعة علمية وموسوعة فقهية وموسوعة حديثية وموسوعة الرجال۔ لا بد لكل عالم ان يكون معه هذا الكتاب الذي يغنيه عن كثير من الاسفار۔

[فتاویٰ "الدين الخالص" ۱/ ۷ معراج کتب خانہ پشاور]

''مذکورہ خصوصیات کی وجہ سے یہ کتاب (مجموعۂ فتاویٰ) اللہ کے فضل سے موسوعہ علمیہ (علمی انسائیکلوپیڈیا) فقہی انسائیکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف) حدیثی انسائیکلوپیڈیا اور اسماء الرجال کا انسائیکلوپیڈیا ہوگیا ہے۔ ہر عالم کے پاس اس مجموعے کا ہونا ضروری ہے جو اس کو بہت سی کتابوں سے بے نیاز کردے گا۔''

فتووں کی یہ جلدیں معراج کتب خانہ، قصہ خوانی پشاور سے دستیاب ہیں۔ جلد اوّل پر سن طباعت ۱۴۱۵ھ اور ساتویں پر ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶ء ثبت ہے۔

مولانا امین اللہ حفظہ اللہ کی تاریخ ولادت ۱۳۸۳ھ ہے۔

(۲۶)......شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ:

آپ کا مولد ومنشا اچ (تحصیل احمد پور شرقیہ، بہاول پور) کا علاقہ صادق آباد ہے۔ لیکن حصولِ تعلیم کے بعد آپ ۱۹۳۴ء میں دار الحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا (ملتان) تشریف لے آئے جس کو قائم ہوئے ابھی چند سال ہوئے تھے۔ اور یہاں تادم واپسیں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ ایک خلق کثیر نے آپ سے کسب فیض کیا۔ جنوبی پنجاب میں بالخصوص عوام وخواص کے مرجع تھے، اس لیے لوگ استفسارات کے لیے بھی کثرت سے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کے تحریر کردہ یا تصدیق شدہ فتاوے سینکڑوں کی نہیں، ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اب ان کے ایک فاضل شاگرد مولانا محمد افضل صاحب

(کراچی) ان کو شائع کرنے کے لیے مرتب کر رہے ہیں۔ وفقہ اللہ تعالیٰ

مولانا سلطان محمود صاحب کی تاریخ ولادت ۱۹۰۶ء اور تاریخ وفات ۱۹۹۵ء ہے۔ رحمہ اللہ وغفرلہ

(۲۷)......مجموعۂ فتاویٰ:

اس نام سے یہ مجموعۂ فتاویٰ ۱۳۱۰ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے دو حصوں میں شائع ہوا ہے۔

پہلے حصے میں مختلف علمائے اہل حدیث کے فتاوے ہیں۔ بعض فتاوے خاصے مفصل ہیں۔ ہر فتوے کے آخر میں فتویٰ نگار کا اور ان کی تائید و تصدیق کرنے والے علماء کا نام درج ہے۔ اس کے صفحات ۸۰ ہیں۔

دوسرے حصے پر ''مجموعۂ فتاویٰ، جلد دوم'' درج ہے۔ اور اس کے آخر میں تحریر ہے کہ یہ مجموعہ نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر کی کتاب ''حل سوالات مشکلہ'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کے صفحات ۵۰ ہیں۔ یہ مجموعہ ۲۰ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

(۲۸)......سعودی علماء وشیوخ کے فتاوے:

مملکت سعودی عرب کو حرمین کے تقدس وعظمت کی وجہ سے جو مرکزیت ومرجعیت حاصل ہے، اس سے ہر مسلمان آگاہ ہے، اسی طرح سعودی عرب کے کبار علماء وشیوخ کو اللہ تعالیٰ نے دین میں جو فہم وتفقہ، اجتہادی بصیرت، قرآن وحدیث پر عبور واستحضار عطا فرمایا ہے، عالم اسلام کے دیگر علماء ان سے بہت کم بہرہ ور ہیں۔ علاوہ ازیں وہ تقلیدی بندھنوں سے آزاد اور فقہی جمہود سے بھی پاک ہیں۔ اس لیے ایک تو لوگ تحقیق مسائل کے لیے ان کی طرف کثرت سے رجوع کرتے ہیں، دوسرے ان کے فتاوے بھی انہی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں جو اہل حدیث علماء کا امتیاز ہیں۔ بنا بریں یہ فتاوے بھی اہل حدیث علماء کے فتاووں میں شامل ہونے کے مستحق ہیں۔ اسی قدر مشترک کی وجہ سے ذیل میں ہم ان کا بھی مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔

یہ فتاوے اصلاً تو عربی میں ہیں اور غالباً ان کے دو درج سے زیادہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم موضوع کے دائرے میں رہتے ہوئے صرف ان مجموعہ ہائے فتاویٰ کا ذکر کریں گے جن کا اردو ترجمہ ہو کر پاک وہند میں شائع ہو رہے ہیں۔

اس سلسلے میں ادارہ دارالسلام الریاض، لاہور، کی خدمات سب سے نمایاں ہیں۔ یہ ادارہ اس وقت اسلامی کتابوں کی نشر واشاعت کا بین الاقوامی ادارہ ہے جس کے تحت ۱۷ زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ اسی ادارے نے سعودی علماء کے مذکورہ فتاویٰ کو نہ صرف اردو کے قالب میں پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے بلکہ ان کو تحقیق وتخریج کی خوبیوں سے بھی مزین کیا ہے۔ اس ادارے کی طرف سے اردو میں اب تک فتاویٰ کے ۱۰ مجموعے شائع ہو چکے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہیں:

(۱)......فتاویٰ وتنبیہات ونصائح، مقالات وفتاویٰ:

یہ مجموعہ بڑے سائز کے ۵۶۸ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (۱۳۳۰ھ، ۱۴۱۹ھ) کے ان مقالات وفتاویٰ کا مجموعہ ہے جو عقائد سے لے کر عبادات ومعاملات تک کے بہت سے امور کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

(۲)......فتاویٰ (جزءِ اوّل):

یہ بھی شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے فتاووں کا مجموعہ ہے جو ۲۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳)......فتاویٰ دارالافتاء (سعودی عرب):

یہ مجموعہ دارالافتاء ریاض (سعودی عرب) میں آنے والے استفسارات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس میں جن مفتیانِ کرام کے فتاوے ہیں۔ وہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے علاوہ حسب ذیل ہیں۔

شیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان، شیخ عبداللہ بن قعود، شیخ عبداللہ بن سلیمان المنیع اور ادارات البحوث العلمیہ والافتاء کے دیگر اراکین۔

ان کو احمد بن عبدالرزاق الدویش نے مرتب کیا اور ان کا مولانا عطاء اللہ ساجد فاضل مدینہ یونیورسٹی نے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس میں ہر فتوے کے آخر میں اللجنة الدائمة اور، پھر مذکورہ اراکین کے نام

درج ہیں۔

یہ مجموعہ ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے اور بڑا سائز ہے۔

(۴)......فتاویٰ برائے خواتین:

یہ ''فتاویٰ المرأۃ''، یعنی عورتوں سے متعلقہ فتاووں کا مجموعہ اور ان کا اردو ترجمہ ہے۔ ہر فتوے کے آخر میں جس کا وہ تحریر کردہ ہے، اس کا نام ہے اور اس میں وہ کل چار نام ہیں۔ شیخ ابن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ ابن جبرین، دارالافتاء کمیٹی۔

اس کو محمد بن عبدالعزیز مسند نے مرتب کیا اور شیخ جار اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی نے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ یہ درمیانے سائز کے ۳۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس میں روزمرہ زندگی میں خواتین کو پیش آنے والے ۳۵۰ سے زائد سوالات کے جوابات ہیں۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق نسوانیت کے تقاضوں، عبادات اور معاشرتی مسائل سے ہے۔

(۵)......فتاویٰ اسلامیہ، اوّل، دوم، سوم، چہارم:

اس کی چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں، ان سب کے مرتب شیخ محمد بن عبدالعزیز المسند اور مترجم مولانا محمد خالد سیف (ریسرچ سکالر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد) ہیں۔

جلد اوّل بڑے سائز کے ۵۴۰ صفحات اور کتاب العقائد اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔

جلد دوم ۵۵۲ صفحات اور احکام المساجد اور کتاب البیوع پر مشتمل ہے۔

جلد سوم ۵۶۰ صفحات اور بقیہ کتاب البیوع اور کتاب القضا پر مشتمل ہے۔

جلد چہارم ۵۶۰ صفحات اور کتاب القرآن الکریم اور کتاب الجامع پر مشتمل ہے۔

ان مجموعوں میں شیخ ابن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین اور اللجنۃ الدائمۃ للإفتاء والارشاد (فتویٰ کمیٹی) کے فتاویٰ ہیں۔ ہر فتوے کے آخر میں فاضل مفتی کے نام کی صراحت یا، پھر فتویٰ کمیٹی درج ہے۔ فتویٰ کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہیں:

عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، عبدالرزاق عفیفی اور شیخ ابن باز۔ مذکورہ مفتیانِ کرام کے علاوہ ان مجموعوں میں فقہی کونسل کی بھی بعض قراردادیں شامل ہیں جس کا اجلاس ہر سال مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے۔

دارالسلام کے رفقاء و محققین نے آیات واحادیث کی مکمل تخریج کر کے ان مجموعہ ہائے فتاویٰ کی استنادی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(۹)......فتاویٰ ارکانِ اسلام:

یہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (۱۳۴۷ھ۔۱۴۲۱ھ) کے فتووں کا مجموعہ ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سعودی عرب کے کبار علماء میں سے تھے اور ان کی کتابوں اور فتاووں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں علمی رسوخ اور تفقہ کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ زیر نظر مجموعۂ فتاویٰ بھی ان کی ان خوبیوں کا بہترین مظہر ہے۔ رحمہ اللہ

یہ مجموعہ بڑے سائز کے ۴۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۰)......فتاویٰ الصیام:

یہ مجموعۂ فتاویٰ درمیانے سائز کے ۹۴ صفحات پر اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ اور شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ کے ان فتاووں پر مشتمل ہے جن کا تعلق رمضان المبارک کے روزوں اور ان کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ مختصر ہونے کے باوجود نہایت اہم اور بغایت مفید ہے۔

مذکورہ ۱۰ مجموعہ ہائے فتاویٰ دارالسلام، الریاض، لاہور کے شائع کردہ ہیں۔ دارالسلام ہی نے ان کو اردو میں ڈھالا اور تحقیق و تخریج کا اضافہ کیا اور اپنے عالمی معیارِ طباعت کے ساتھ اس کو شائع کر کے ان کے دائرۂ استفادہ کو مزید وسیع اور بہتر بنا دیا ہے۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَشَكَرَ اللّٰهُ مَسَاعِيَهُمْ وَبَارَكَ فِيْ جُهُوْدِهِمْ۔



افکارِ معاصرین

میر کیا سادہ ہیں

اوریا مقبول جان

وہی شہر، دریائے نیل کا کنارہ، ایک جانب گنبدوں اور بلند و بالا میناروں والی مساجد اور دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی الازہر، خان خلیلی کی چھوٹی چھوٹی بارونق گلیاں اور دوسری جانب کناروں تک بھرے ہوئے بہتے نیل کے پانیوں کی روانی کے ساتھ ساتھ رنگوں، روشنیوں، بلند و بالا عمارتوں اور رقص و سرود میں ڈوبے ہوئے تیرتے بجروں والا قاہرہ۔ شہر کے قدیمی حصہ میں الازہر یونیورسٹی ہے اور جدید حصہ میں قاہرہ یونیورسٹی۔ ایک درس گاہ میں اسلام کو جدیدیت کا لبادہ پہنانے میں مصروف علماء ہیں اور دوسری جانب سیکولرازم کی بنیادیں اسلام کی تعلیمات اور تاریخ میں سے ڈھونڈ نکالنے میں سرگرم پروفیسر حضرات۔ لیکن چند دن پہلے اس شہر کے در و دیوار سنسان اور کوچہ و بازار ویران تھے۔ چاروں جانب سیکورٹی کے دستے نظر آ رہے تھے مملوک عہد کی بنائی ہوئی مسجدوں کے میناروں اور گنبدوں کے اردگرد بندوق بردار کھڑے تھے۔ اس سناٹے کے درمیان تین لمبی لمبی لیموزین گاڑیوں کا قافلہ وہاں سے گزرا۔ تینوں پر مصری اور امریکی پرچم لہرا رہے تھے تاکہ پہچان نہ سکے کہ کس گاڑی میں مہمان محترم اور صدر محترم بیٹھے ہیں۔

ان تین گاڑیوں کے آگے پیچھے بتیس کھلی پک اپ تھیں جن میں سے آدھے باہر جھکے، اسلحے سے تیار بندوقیں پکڑے مصری گارڈ سوار تھے۔ قافلہ منزل کو پہنچا۔ تالیوں کے لیے ہجوم یونیورسٹی کے ہال میں موجود تھا جسے بڑی محنت اور کمال جستجو سے اکٹھا کیا گیا تھا۔ تقریر شروع ہوئی اور پوری دنیا خصوصاً مسلم دنیا کے چینل اسے براہ راست دکھانے لگے۔ براک حسین اوباما کا خطاب۔ مسلم دنیا کے لیے نئے رابطوں، نئی محبتوں کا امین۔ قرآن کی آیت بھی احتیاطاً پڑھی گئی اور اپنی نسلی نسبت کا بھی اظہار ہوا۔ میں بھی ان لاکھوں، کروڑوں بدنصیب مسلمانوں میں سے ایک تھا جو اس تقریر کو براہ راست سن رہا تھا اور میرا ذہن تاریخ کی اس حیرت انگیز ستم ظریفی میں الجھا ہوا تھا کہ ٹھیک دو سو گیارہ سال قبل 1798ء، اسی جون کے مہینے کی اٹھائیس تاریخ کو مصر کے ساحل پر اپنے زمانے کی ایک خوفناک فرانس کا سربراہ نپولین چار سو بحری جہازوں اور چھتیس ہزار فوجیوں کے ہمراہ اترا۔ باراک اوباما کو ان کی ضرورت نہ تھی اس لیے اس کے فوجی بہت عرصے سے وہاں مقیم تھے اور اس ملک کی آمریت کو مستحکم کرنے کے لیے سارے گر اور ساری طاقت استعمال کر رہے تھے۔ نپولین کے فرانس نے جس طرح ملکوں پر قبضہ کیا اور انہیں صرف اپنی لوٹ مار تک محدود رکھا اس کی گواہی افریقہ کی غربت و افلاس آج بھی دیتی ہے۔ جن ملکوں نے فرانس کی غلامی کا طوق اپنے گلے سے اتارا تو اس لمحے ان کے پاس بنیادی سہولت نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ یہ علاقے غریب تھے لیکن ان کے دل دنیا کے بتکدے میں اللہ کے پہلے گھر مکہ کے ساتھ دھڑکتے تھے۔

یہی وابستگی تھی کہ فرانس کے کٹر مشنری پادری جب کئی سو سال تبلیغ کے بعد اپنی کارکردگی کا جائزہ لینے لگے تو ان سب کے منہ پر ایک ہی فقرہ تھا یہ مسلمان لوہے کے چنے ہیں۔ ان کے حکمران بدلیں، غربت آئے، مال و دولت اور اقتدار کا لالچ دیا جائے یہ اپنا مذہب نہیں بدلتے۔ لیکن نپولین ایک شاطر حکمران تھا وہ مسلمانوں کی سادہ لوحی کو خوب جانتا تھا۔ اس نے مصر آنے سے پہلے ان تمام سیاحوں کی کتابوں کا مطالعہ کی جو مصر ہو کر گئے تھے۔ اس نے ایک جگہ کہا مجھے تین طاقتوں سے لڑنا ہے، برطانیہ سے، سلطنت عثمانیہ سے اور عام مسلمانوں سے، اور ان سب میں خطرناک ترین عام مسلمان ہو سکتے ہیں اور سیاحوں کے مطابق ان عام مسلمانوں کو سب سے آسانی کے ساتھ بے وقوف بنایا جا سکتا ہے۔ اس

نے مصر میں اپنی پہلی فتح کے بعد قاہرہ کے علماء اور معززین کو ایک جگہ جمع کیا۔ یہ علاقہ جامعہ الازہر کے سامنے تھا۔ جب یہ علماء وہاں پہنچے تو ہزاروں کی تعداد میں چاک وچوبند دستے ان کو سلامی دینے کے لیے حاضر تھے۔ اس کے بعد انہیں ایک مرغن اور لذیذ کھانا کھلایا گیا۔ اس سب اہتمام کے بعد یہ لوگ اسی طرح ایک ہال میں جمع ہوئے جیسے باراک اوباما کو سننے والے مسلمانوں کا ہجوم جمع تھا۔

نپولین نے اسلام کی عظمت، بڑائی، انسانیت اور اخلاقی اصولوں پر ایک دھواں دار تقریر کی۔ وہ اپنی تقریر کے دوران جب پیغمبر اسلام ﷺ کا نام لیتا تو جھک جاتا، احترام سے کورنش بجالاتا۔ اکثر اوقات وہ آپ ﷺ کے ذکر پر آبدیدہ ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام علمائے کرام کو ڈھیروں تحفوں سے نوازا اور ہر ایک سے فرداً فرداً درخواست کی کہ میں یہ سب کچھ آپ کی بھلائی کے لیے کر رہا ہوں، میری نیت نیک ہے، میرے خیالات کو قران وحدیث کی زبان میں بیان کرنا تم لوگوں کا کام ہے۔ منافقت سے لبریز اس تقریر کا نتیجہ تھا کہ اسے قاہرہ میں مسلمانوں کی سادہ لوحی کی وجہ سے استحکام مل گیا۔ اس نے امن اور سالمیت کے نام پر ہر مدرسے، مسجد اور بڑے ایوان پر اپنی توپیں نصب کردیں اور پھر جب 21 اور 22 اکتوبر 1798ء میں قاہرہ کے لوگ اس کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو اس نے انہی مسلمانوں کے خلاف فائر کھولنے کا حکم دے دیا۔ صرف چھتیس گھنٹے کے اندر اندر الازہر سمیت تمام علاقے زمین بوس کردیئے گئے۔ سب ''دہشت گرد'' یا تو مارے گئے یا جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

نپولین کی فوجیں کتوں کی طرح شہر میں گھس گئیں۔ گھر گھر تلاشی شروع ہوئی، کئی سو نوجوان قتل اور ہزاروں قیدی بنالیے گئے۔ صرف دو دن میں نپولین کی حکومت کی ''رٹ'' قائم ہوگئی۔ باراک حسین اوباما جب قاہرہ یونیورسٹی سے ایک عالمی خطاب کررہا تھا تو مجھے اس تالیاں بجاتے اور خوش ہوتے ہجوم کی سادہ لوحی پر ترس آرہا تھا۔ مصر کی اس یونیورسٹی میں جمع اس ہجوم کو شاید یاد تک نہ ہو کہ میرے ملک پاکستان میں آج جو 25 لاکھ لوگ بے گھر ہیں۔ یہاں تک کہ جنت نظیر وادی سوات جو اجڑ چکی ہے، ہمارے شہر جو روز خودکش حملوں کی زد میں رہتے ہیں، ہمارے سروں پر جو روز ڈرون اڑتے ہیں اور ہمارے معصوم شہریوں کے جسموں کے پرخچے اڑاتے ہیں، یہ سب تو اسی اوبامہ کے ملک، اسی حکومت اور اسی کی فوج کی وجہ سے ہے۔ اس کے میرے ملک آنے، یہاں کے آمر حکمرانوں کو خریدنے اور ان کو ہم پر مسلط رکھنے سے پہلے ہم کس قدر پرسکون تھے۔ کوئی تصور کرسکتا تھا کہ جس میلوڈی کے علاقے میں رات جاگتی اور پڑوس میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں اللہ کا ذکر بلند ہوتا ہو، ہم وہاں سے ایک دن ہزاروں جلی ہوئی لاشیں اٹھائیں گے۔ جس سوات میں موسم گرما ہوتے ہی اس ملک کے ہر کونے سے لوگ جمع ہوجایا کرتے تھے وہاں آج صرف بارود کا دھواں نظر آئے گا۔

ہم پر یہ ظلم، یہ افتاد اور یہ قیامت صرف ان تین ہزار لوگوں کی وجہ سے ٹوٹی جو گیارہ ستمبر کو نیویارک میں مارے گئے۔ لیکن ہم سے زیادہ تو عراق اور افغانستان پر قیامت ٹوٹی۔ عراق کا ہر پانچواں شہری شہید ہوچکا تھا۔ افغانستان تو گذشتہ تیس سال سے امریکہ کی دوستی اور دشمنی دونوں کے عذاب میں لاکھوں جانیں قربان کرچکا ہے اور باراک اوبامہ مصر آنے سے صرف چند دن پہلے وہاں ہزاروں مزید امریکی فوجوں کی روانگی کی منظوری دے کر آیا تھا۔ کس منہ سے وہ قرآن کی اس آیت کا ترجمہ پڑھتا ہے کہ جس نے بغیر وجہ سے ایک انسان کو قتل کیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔ لیکن کیا کریں ظالموں کے پاس قتل کی گھڑی گھڑائی وجوہات موجود ہوتی ہیں۔ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا ہے، دہشت گردی سے پاک کرنا ہے، لوگوں کے جان ومال کا تحفظ کرنا ہے، حکومت کی رٹ قائم کرنی ہے۔ کونسا آمر، ڈکٹیٹر ظالم مسلمان حکمران ہے جس نے یہ آیت نہ پڑھی ہو اور پھر لوگوں پر ظلم نہ روا رکھا۔ لیکن مجھے تو اپنے مسلمانوں کی سادہ لوحی پر حیرت ہے۔ نپولین کی طرح اس شخص سے بھی توقع لگا بیٹھے ہیں جو اپنی تقریر میں ساٹھ لاکھ یہودیوں کے قتل کا ذکر کرتا ہے لیکن قاتل یورپ کا نام تک نہیں لیتا اور گذشتہ صدی میں مرنے والے نصف کروڑ مسلمانوں کا تذکرہ کرنا تک مناسب خیال نہیں کرتا۔ میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب۔

[ایکسپریس ۸ جون ۲۰۰۹ء]



یادِ رفتگاں

مولانا عبدالرشید حنیف جھنگوی رحمہ اللہ

محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

مولانا عبدالرشید حنیف صاحب خلیق، ملنسار، مہمان نواز اور صالح انسان تھے۔ دوسروں سے تعلقات قائم کرنا اور پھر انھیں نبھانا خوب جانتے تھے۔ انھوں نے درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور ترجمہ وتصنیف کے ذریعے جو دینی خدمات سرانجام دیں وہ قابل تحسین اور قابل رشک ہیں۔ مولانا محترم کے علمی کارناموں پر ضلع جھنگ ہی نہیں بلکہ پوری جماعت اہل حدیث کا ہر فرد نازاں ہے۔ وہ ایک دینی وعلمی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ ان کے عالی قدر بزرگوں میں مولانا حکیم عبدالرحمٰن، مولانا عبدالسلام، مولانا عبدالستار، مولانا عبدالنور اور مولانا عبدالکریم شفیق جیسے جید علماء کے نام نمایاں ہیں۔

مولانا مرحوم نے جھنگ جیسے سنگلاخ علاقے میں توحید وسنت کی ضیا پاشیاں کیں اور نیک نام ہوئے۔ بسا اوقات توحید وسنت کے پرچار پر انھیں مخالفین کی طرف سے نشانۂ ستم بھی بنایا گیا۔ لیکن وہ عزم وہمت سے اپنے مشن پر گامزن رہے۔ ان کی شب وروز کی محنت کا ثمر ہے کہ اس وقت اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کی دینی مساعی پر رطب اللسان تھے۔

مولانا عبدالرشید حنیف ۶ جون ۱۹۳۶ء کو روڑاں والی ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام کریم بخش تھا جو عالم دین تھے اور اس علاقے میں اچھے مبلغ اور مدرس تھے۔

مولانا عبدالرشید حنیف صاحب نے ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ رحمانیہ وریام میں اپنے والد مکرم سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ دارالعلوم تعلیم الاسلام اوڈاں والا میں پڑھتے رہے۔ آخر میں مولانا عبداللہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ ویرووالوی کی خدمت میں لائل پور حاضر ہوئے اور کلیہ دارالقرآن والحدیث جناح کالونی میں زیر تعلیم رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی۔

آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا کریم بخش، مولانا حکیم عبدالرحمٰن، مولانا عبدالستار، مولانا محمد یعقوب ملہوی، مولانا عبدالصمد رؤف، مولانا عبداللہ محدث ویرووالوی اور مولانا خان محمد رحمہم اللہ کے نام نمایاں ہیں۔

تحصیل علم کے بعد مولانا عبدالرشید صاحب چار سال اپنی مادرِ علمی کلیہ دارالقرآن جناح کالونی فیصل آباد میں مدرس رہے۔ اس دوران انھوں نے پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد ایف اے کیا اور طب وحکمت کے کورس پاس کیے۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انھوں نے خود کو درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف میں مشغول کر لیا تھا۔ اور ساری زندگی ان امورِ خیر کی انجام دہی میں مصروفِ عمل رہے۔

ان کے والد مکرم مولانا کریم بخش گاؤں میں اقامت پذیر تھے اور وہ گاؤں کی مسجد کے امام وخطیب بھی تھے۔ وہ نماز فجر کے بعد درسِ قرآن ارشاد فرماتے اور لوگوں کو توحید وسنت کی تعلیم دیتے۔ ایک بار ان کی شیعہ حضرات سے ان کے ڈیرے پر گفتگو ہوئی تو انھوں نے انھیں لاجواب کر دیا۔ اس دن سے اہل حدیث کو گاؤں کے دیگر مکاتب فکر پر برتری حاصل ہوگئی۔ پھر کسی مسئلے میں گاؤں کے حنفیوں سے مولانا کریم بخش کا اختلاف ہوگیا۔ وہ لوگ باہم مل کر مولانا عبدالرشید اور ان کے والد مولانا کریم بخش کو اور تو کوئی جواب نہ دے سکے البتہ انھوں نے کچھ ایسی شرائط رکھیں جنھیں ان اہل توحید

کے لیے پورا کرنا ناممکن تھا۔ مولانا کریم بخش کہنے لگے اس گاؤں کو چھوڑا جا سکتا ہے لیکن قرآن وسنت کے خلاف کوئی عمل نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ دونوں باپ بیٹا گاؤں چھوڑ کر جھنگ میں آ کر قیام پذیر ہوگئے اور یہاں آ کر انھوں نے پہلا کام یہ کیا کہ مسجد اہل حدیث تعمیر کی اور توحید وسنت کی اشاعت کا کام نئے جذبے اور عزم وہمت سے شروع کر دیا۔ مولانا عبدالرشید کے والد گرامی مولانا کریم بخش نے ۱۱دسمبر۱۹۸۳ء کو جھنگ میں وفات پائی۔

مولانا عبدالرشید حنیف صاحب نے والد کی وفات کے بعد اپنی مسجد اہل حدیث اور ادارہ علوم اسلامی کو خوب ترقی دی اور تن من دھن سے دعوت دین کا کام کیا۔ مولانا مرحوم کو تصنیف وترجمہ سے خاص شغف تھا اور وہ زمانۂ طالب علمی سے ہی لکھنے لگے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں انھوں نے ''حقیقت پردہ'' کتاب لکھی۔

مولانا عبدالرشید حنیف صاحب کی تصانیف تین قسم کی ہیں:

① ......تفاسیر قرآن
② ......اردو تراجم
③ ......اصلاحی وتحقیقی کتب

اب اسی ترتیب سے ان کی تصنیفات کا تعارف ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر سورہ یٰسین: اس میں بڑا علمی مواد جمع کیا گیا ہے اور سورہ یٰسین کی یہ ایک جامع تفسیر ہے جو ۵۳۴صفحات پر مشتمل ہے۔

تفسیر سورہ کوثر: اس میں نہایت عمدگی سے تفسیری نکات بیان کیے گئے ہیں اس کے صفحات کی تعداد ۲۰۰ ہے۔

تفسیر سورہ اخلاص: یہ تفسیر دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں مقدمہ اور دوسرے میں تفسیر ہے۔ کل صفحات ۲۳۲ ہیں۔

تفسیر سورہ العصر: اس تفسیر کے صفحات کی تعداد ۹۶ ہے۔ بڑی عمدگی سے العصر کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

پانچ سورہ: اس میں قرآنِ مجید کی پانچ سورتوں سورہ کہف، سجدہ، دہر، اعلیٰ اور غاشیہ کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ انھوں نے جن کتب کے عربی سے اردو تراجم کیے اس کی تفصیل یہ ہے:

① ......اردو ترجمہ سنن دارمی
② ......اردو ترجمہ قیام اللیل مروزی
③ ......اردو ترجمہ کتاب الصلوٰۃ امام ابن قیم جوزی
④ ......اردو ترجمہ الدر النفید امام شوکانی
⑤ ......اردو ترجمہ الصوائق المحرقہ
⑥ ......اردو ترجمہ فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ
⑦ ......امہات المومنین اردو ترجمہ
⑧ ......اردو ترجمہ الاسلام اساس السعادہ

ان کی دیگر کتب کے نام یہ ہیں۔ مقبول نماز، نماز نبوی، تحفہ عید قربان، امین کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، چہرے کا تاج، بہارِ ایمان، بہارِ قرآن، قربانی کے چار دن، اسلامی تہذیب، اسوۂ عائشہ بتول، الدماغ العبادہ، احساس بندگی، اسلام میں عورت کی حکمرانی، احکام رمضان، انبیاء کی دعائیں، امام کعبہ جھنگ میں، بنی نوع انسان کے لیے قیام، برکات رمضان، پیغمبر انقلاب، تعمیر انسانیت، تحفہ معراج، تنویر معاشرہ، تنظیمی قیام، ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ ☆ حقیقت استغفار، خصوصیت ماہ شعبان، خدائی گرفت، خون صحابہ، خطاب امام کعبہ لاہور، دو مذہبی دہشت گرد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت قانون دان، رفع الیدین سے انکار کیوں، زندگی کے قیمتی لمحات سے غفلت کیوں، شاتم رسول کی سزا، صدیق نبوت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، صاع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، عرفان توحید وشرک، عزرائیل کی گرفت، فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ، فضائل قرآن، فضائل ابوبکر جنتی بزبان علی جنتی، قرآن مغربی مفکرین کی نظر میں، ماہِ مبارک، ماہ محرم، ماہ صفر سے بدشگونی کیوں، معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، محفل میلاد کی شرعی حیثیت، نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، وضو اور غسل کی شرعی حیثیت اور انبیاء کی دعائیں۔

مولانا عبدالرشید حنیف مرحوم تنظیمی اعتبار سے مرکزی جمعیت اہل حدیث سے منسلک تھے اور آپ جھنگ کے امیر تھے۔ انھوں نے

☆ یہ رسالہ حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے جو مولانا عبدالرشید حنیف کے قلم سے سرزد ہوگیا۔ اس رسالے کے جواب میں مولانا ارشد کمال نے ایک رسالہ ''حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ درعدالت قرآن'' لکھا۔ اللہ کریم مولانا عبدالرشید حنیف کی قلمی خطا معاف فرمائے، آمین۔ [م۔س]

حضرت مولانا حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب کے ساتھ مل کر جماعت کی تعمیر وترقی میں بڑا کام کیا۔ چند سال پہلے ضلع جھنگ شدید مذہبی فرقہ پرستی اور شیعہ سنی فسادات کی لپیٹ میں تھا۔ اس موقع پر قیام امن کے لیے مولانا مرحوم نے بحیثیت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث اپنے رفیق خاص محترم حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب کے ساتھ مل کر قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان کی اس مساعی حسنہ کے باعث انتظامیہ نے انہیں ''امن ایوارڈز'' سے نوازا۔

مولانا مرحوم طبیب حاذق تھے۔ وہ اپنے مطب پر بیٹھتے تھے اور اس کے علاوہ طبیہ کالج جھنگ میں پڑھاتے بھی تھے۔ بلاشبہ وہ جامع جمیع علوم اور متبحر عالم دین تھے۔ انھوں نے تکبر وغرور سے دور رہ کر سادگی سے زندگی بسر کی۔

چند سال پہلے ان کا جوان بیٹا فوت ہوگیا تھا۔ اس ناگہانی موت نے ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر بڑا متاثر کیا اور کچھ عرصہ پہلے ان کا دوسرا جوان بیٹا بھی اس دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کو روانہ ہوا۔ ان پے در پے صدمات نے مولانا عبدالرشید حنیف صاحب کو اس قدر غم زدہ کیا کہ وہ بستر علالت پر فراش ہو گئے اور ان کی یادداشت بھی ختم ہوگئی تھی۔

آخر طویل علالت کے بعد ۱۵ مئی ۲۰۰۹ء کی صبح ۶ بجے جمعے کے روز ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اسی روز شام ۶ بجے مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقع پر قائدین جماعت اہل حدیث اور سینکڑوں جماعتی اور غیر جماعتی افراد نماز جنازہ میں شریک تھے اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کر رہے تھے۔ نماز مغرب سے پہلے ان کی تدفین عمل میں آئی اور اس عظیم عالم دین کو سرزمین جھنگ نے اپنی آغوش میں چھپالیا۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے عبدالرشید کی خطاؤں سے درگزر فرما کر انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین۔



تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: تحریک ختم نبوت جلد ہشتم
مؤلف: ڈاکٹر محمد بہاء الدین
ضخامت: ۵۲۸ صفحات
زیر اہتمام: مکتبہ قدوسیہ، رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
تبصرہ نگار: محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد

تحریک ختم نبوت کی زیر نظر جلد میں مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے اشاعۃ السنہ سے ان کے بعض مقالات، تلخیص و اختصار کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔

ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی اکیسویں جلد میں مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کا ایک مقالہ بعنوان اسلامی حکم سیاسی متعلق جہاد و قتل مرتد، شائع ہوا جس میں ان مسائل پر مرزا غلام احمد اور اس دور کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی آراء پر ریویو کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس مقالے کو تحریک کی جلد ہذا میں ملخصاً نقل کر دیا ہے۔

تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے کارکنوں میں ایک بزرگ، شیخ غلام حیدر ہیں جو چکوال میں ایک ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ انہوں نے عشرہ کاملہ کے نام سے ایک رسالہ تصیف کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس رسالے کو بھی ملخصاً شامل اشاعت کیا ہے۔ نیز شحنہ ہند میرٹھ سے مولانا احمد حسن شوکت رحمہ اللہ کی ۱۹۰۳ء۔۱۹۰۴ء کی چند تحریریں مثل اتبعوا السواد الاعظم: فاضل امروہی کے کلام میں تناقض لم یبق من النبوۃ الا المبشرات بھی قارئین کی ضیافت طبع کے لیے شامل اشاعت کی ہیں۔

مزید برآں، ڈاکٹر صاحب نے حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی لاجواب تصنیف شھادۃ القرآن: ملخصاً نقل کر دی ہے۔

ایک کتاب موسومہ صحیفہ آصفیہ، قادیانی مشن سے نکلی مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے نظام دکن کی طرف سے صحیفہ آصفیہ کا جواب لکھا تا کہ عوام پر اصل حال منکشف ہو سکے اور اس رسالہ کا نام صحیفہ محبوبیہ رکھا جسے بعض نئے حواشی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب نے ملخصاً شامل اشاعت کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز ہے جو لائق مطالعہ ہے یہ کتاب ہر لائبریری کی زینت بننے کی مستحق ہے۔

کتاب کی کمپوزنگ، کاغذ، طباعت اور تجلید کا معیار نہایت عمدہ ہے۔ قیمت درج نہیں

تحفۃ الاحادیث

نام کتاب: تحفۃ الاحادیث
ترجمہ تشریح و فوائد: قاری سیف اللہ ساجد قصوری ایم اے
ضخامت: ۱۰۴ صفحات
قیمت: ۷۰ روپے
ناشر: ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر کھڈیاں خاص ضلع قصور
تبصرہ نگار: عبدالرشید عراقی

قرآن وحدیث شریعت اسلامیہ کے وہ دو چشمہ صافی ہیں جو پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہیں کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دولت بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتی یہ دونوں وہ نسخہ شفاء ہیں کہ جن کا سننا، سنانا، سیکھنا سکھانا اور جن پر عمل کرنا، کسی بھی حیثیت سے نشر و اشاعت کی خدمت سرانجام دینا، دنیا و آخرت کی عظیم سعادت ہے۔

یہ کتاب حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی مشہور ''مختبة الاحادیث کا ترجمہ وتشریح ہے۔ ترجمہ نہایت سلیس اور آسان ہے۔ تمام احادیث کی مکمل تخریج کی گئی ہے۔ لغوی تشریح کے نام پر ہر الفاظ کے معانی، باب اور صیغہ کی وضاحت کی گئی ہے فوائد کے نام پر ہر حدیث کی مختصر مگر جامع اور مدلل تشریح کردی گئی ہے اور بوقت ضرورت احادیث کی صحت اور ضعف پر بحث بھی کی گئی ہے جس سے کتاب کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ مدارس کے ابتدائی طلباء کے لیے ایک تحفہ ہے۔

کتاب کا مقدمہ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ اور مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے حرفے چند کے عنوان سے ہے اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے حالات وخدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قاری سیف اللہ ساجد صاحب نے بھی مولانا غزنوی کے سوانحی حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب کا ہر گھر اور ہر لائبریری میں موجود ہونا ضروری ہے۔ یہ کتاب اردو بازار لاہور کی اسلامی دوکانوں سے دستیاب ہے۔

فقہ اسلامی: دلائل ومسائل (جلد اوّل)

تبصرہ نگار: ملک عصمت اللہ

زیر نظر کتاب عالم عرب کے مشہور محقق، فقیہ اور نامور عالم ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کی تالیف ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' جو (عربی) گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے کے اردو ترجمہ کی پہلی جلد ہے، جو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الطہارۃ پر محیط ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف عرب دنیا کی مختلف جامعات میں فقہ المعاملات اور فقہ المعاہدات کے استاد رہے ہیں۔ اس لیے فقہی مسائل پر ان کی نظر بہت گہری ہے۔ ان کی اس کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، جو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں، نے کیا ہے اور اسے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔

کتاب کیا ہے؟ علم فقہ کا ایک گنجینہ ہے جو شرعی دلائل، مذہبی آراء، اہم فقہی مسائل ونظریات اور احادیث نبوی کا مجموعہ ہے۔ گویا یہ فقہ اسلامی کی ایک ایسی جامع تالیف ہے جو نہ تو صرف فقہ السنہ پر مشتمل ہے اور نہ صرف اجتہادی آراء وقیاس پر بلکہ ان دونوں کا حسین امتزاج ہے۔ کتاب کا اسلوب آسان، بیان سادہ ترجمہ رواں دواں اور قابل فہم ہے۔ پیچیدہ اور مشکل مسائل کی وضاحت امثلہ سے کی گئی ہے۔ جدید مسائل پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

مؤلف نے خود کو کسی ایک مذہب کے اجتہادات اور استنباط تک محدود نہیں رکھا بلکہ اہل سنت کے چاروں مذاہب کی فقہی آراء اور ان کے حق میں دلائل کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے جس سے نہ صرف تمام مذاہب بیک وقت بیک نگاہ جاننے کی سہولت حاصل ہوگئی بلکہ طلبا اور محققین کے لیے مختلف آراء کا جائزہ لینا آسان ہوگیا ہے۔

مؤلف نے مختلف مذہبی آراء بیان کرتے ہوئے بالعموم جمہور کی رائے کو ترجیح دی ہے اور جس رائے کو ترجیح دی ہے اس کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ اس کے لیے فقہ اسلامی کی عقلی اور نقلی ماخذ ومصادر سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

مؤلف نے اس کتاب میں موجود تمام احادیث کی تخریج کردی ہے اور احادیث کی فقہی حیثیت اور ان کی قوت وضعف کو واضح کردیا ہے جس سے کسی مذہب کے بارے میں رائے قائم کرنا آسان ہوگیا ہے۔ لیکن افسوس کہ مؤلف کی یہ محنت کتاب کے مترجم کو پسند نہیں آئی۔ اس کے بارے میں اپنی رائے کا یوں اظہار فرمایا ہے:

''البتہ احادیث پر قوت وضعف کا حکم لگانے میں ایک ایسی الجھن ہے جس کا شکار مؤلف بھی ہوگئے ہیں۔ الجھن یہ ہے کہ آئمہ مذاہب کا دور حدیث کی تدوین کرنے والے محدثین سے مقدم ہے ...... یعنی چاروں آئمہ مذاہب ان جلیل القدر محدثین سے زمانی تقدم رکھتے ہیں جن کی تالیفات کی بنیاد پر کسی حدیث پر صحت یا سقم کا حکم لگایا جاتا ہے۔

یہ امر معلوم ہے کہ محدثین کا کسی حدیث کو ضعیف کہنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوگا کہ حدیث کا متن ثابت نہیں بلکہ وہ محض سلسلہ سند کی بنیاد پر حدیث کے قوی یا ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور ان کے پیش نظر صرف وہی سلسلہ سند ہوتا ہے جس تک ان کی رسائی ہے۔ جب کوئی امام

مذہب کسی حدیث کو اپنا مستدل قرار دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث اس امام کے نزدیک نہ صرف ثابت، صحیح اور قوی ہے بلکہ وہ اس درجے کی ہے کہ اس پر مذہب کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا مستدلات مذاہب پر محدثین کی تنقید چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔'' [ص:۱۲،۱۳]

ہمارے خیال میں مؤلف اس الجھن کا شکار نہیں ہوئے۔ اگر ہوتے تو یہ کام ہی نہ کرتے البتہ فاضل مترجم اس الجھن کا ضرور شکار ہوئے ہیں کہ آئمہ مذاہب کی مستدلات پر محدثین کی تنقید سے جان کیسے چھڑائی جائے اور محدثین کی تنقید کو بے وقعت بنا کر اپنے ممدوح اور مرجوح مذہب کی بے جا حمایت وتائید کیسے کی جائے؟ جو آئمہ مذہب یہ کہیں کہ ''جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے'' ان کے نزدیک ان کے مذہب کی ہر حدیث ثابت، صحیح اور قوی ہو تو ایک مسلک پر دوسرے کو ترجیح کا کیا سوال باقی رہ جاتا ہے؟

مترجم کو چاہیے کہ وہ مسلکی تعصب سے ہٹ کر اس کام کو سرانجام دیں تاکہ کتاب کی عام افادیت قائم رہے۔ اور اسی میں خیر وبرکت ہے۔ بصورت دیگر خدشہ ہے کہ کتاب کسی ایک مخصوص فقہی مذہب کی مظہر بن کر نہ رہ جائے۔

بایں ہمہ کتاب لائق مطالعہ ہے اور ہر لائبریری کی زینت بننے کے لائق ہے۔

کمپیوٹر کمپوزنگ، عمدہ سفید کاغذ، بہترین طباعت اور مضبوط اور خوب صورت جلد اس کتاب کی اضافی خوبیاں ہیں۔ کتاب کی ضخامت ۱۰۰۸ صفحات ہے اور قیمت ایک ہزار روپے ہے۔



ادارہ پاسبان توحید وسنت لاہور کے زیر اہتمام

فہم توحید سیمینار

مؤرخہ: ۱۳ جون بعد نماز عشاء ...... بمقام: آغاز میرج لان بالمقابل پاکستان منٹ گیٹ شالامار ٹاؤن لاہور

مقررین

⊙......مولانا مبشر احمد ربانی ⊙......میاں محمد جمیل ایم اے
⊙...... پروفیسر مزمل احسن شیخ ⊙......احتشام الٰہی ظہیر
⊙......حافظ عبدالغفار روپڑی، و دیگر خطاب کریں گے۔

[انتظامیہ ادارہ ہذا]

میاں عبدالحفیظ کی رحلت

سرگودھا کے ممتاز سیاسی رہنما اور جمعیت اہل حدیث سرگودھا کے ناظم اعلیٰ جناب میاں عبدالحفیظ حرکت قلب بند ہونے سے ۵ جون بروز جمعہ رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی روز شام ساڑھے پانچ بجے آپ کی نماز جنازہ عیدگاہ سرگودھا میں ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے پڑھائی۔ جس میں نامور علمائے کرام، سیاسی رہنماؤں اور ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

میاں عبدالحفیظ محتاج تعارف نہیں۔ آپ ہر میدان کے شہسوار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی وجاہت دی تھی۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اور سب حلقوں میں یکساں مقبول تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور آخر دم تک ان کے ساتھ وابستہ رہے۔ آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس سرگودھا کے موقع پر آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ جامعہ سلفیہ کے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے۔ جامعہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ کا دل سے احترام کرتے تھے۔ اور دامے، درمے، سخنے تعاون کرتے تھے۔

جامعہ سلفیہ میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ان کی رحلت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اور ان کی دینی، ملی، سیاسی، جماعتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس سے میاں نعیم الرحمٰن، حافظ مسعود عالم، پرنسپل جامعہ یاسین ظفر نے خطاب کیا۔ اجلاس میں تمام لواحقین کے ساتھ تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ [ناظم نشر واشاعت، ادارہ جامعہ سلفیہ]

ضرورت رشتہ

علم وعمل

زندگی بھی گزار اچھی طرح آخرت بھی سنوار اچھی طرح
زندہ رہنا بہت بڑا فن ہے سانس لے بار بار اچھی طرح
تیز چلتا ہے عمر کا گھوڑا اِس پہ ہو جا سوار اچھی طرح
کتنا رنگین ہے باغ دنیا کا دیکھ اس کی بہار اچھی طرح
بندگی کا ثبوت دے ہر دَم اپنے رب کو پکار اچھی طرح
شُکرِ خالق ادا نہیں ہوتا سر جُھکا تو ھزار اچھی طرح
رُوح کا فائدہ اسی میں ہے نفسِ موذی کو مار اچھی طرح
بن کے علم و عمل کا شیدائی اپنی حالت سنوار اچھی طرح
ہر گھڑی بچ کے رہ تکبر سے عجز کر اختیار اچھی طرح
آئے دن کام کر بھلائی کے ایک دو تین چار اچھی طرح
وقت آئے تو دین کی خاطر جان کر دے نثار اچھی طرح
تیرے اعمال کو پرکھتا ہے تیرا پروردگار اچھی طرح
آج کل کے نئے جوانوں کو نیکیوں پر اُبھار اچھی طرح
حق کا محبوب ہے وہی انساں جو کرے سب سے پیار اچھی طرح
فیض ملتے نہیں غریبوں سے عام سرمایہ دار اچھی طرح

فیض لودھیانوی مرحوم